رجسٹرڈ ایل ۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

قیمت پیشگی عوام سے سالانہ صہ خواص اور معاونین سے عہ ہندوستان سے باہر للعہ

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی بہ چشم دار قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۳۳ | دار الامان قادیان ۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

کلمات طیبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمن

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۳۲ جلد ۵

تو غرض یہ ہے کہ قانون قدرتیں قبولیت دعا کی نظیریں موجود ہیں اور ہر زمانہ میں خدا تعالے زندہ نمونے بھیجتا ہے اسی لیے اس نے اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی دعا تعلیم فرمائی ہے۔ یہ خدا تعالی کا منشا اور قانون ہے اور کوئی نہیں جو اس کو بدل سکے اهدنا الصراط المستقیم کی دعا سے پایا جاتا ہے کہ ہمارے اعمال کو اکمل اور اتم کر۔ ان الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر تو اشارۃ النص کے طور پر اس سے دعا کرنے کا حکم معلوم ہوتا ہے کہ صراط مستقیم کی ہدایت مانگنے کی تعلیم ہے لیکن اس کے سر پر ایاک نعبد و ایاک نستعین بتا رہا ہے کہ اس سے فائدہ اٹھائیں یعنی صراط مستقیم کے منازل کے لیے قوی سلیم سے کام لے کر استعانت الٰہی کو مانگنا چاہیئے پس ظاہری اسباب کی رعایت ضروری ہے جو اسکو چھوڑتا ہے وہ کافر نعمت ہے دیکھو! یہ زبان جو خدا تعالی نے پیدا کی ہے اور عروق و اعصاب سے اسکو بنایا ہے اگر ایسی نہ ہوتی تو ہم بول نہ سکتے ایسی زبان دعا کے لیے عطا کی جو قلب کے خیالات اور ارادوں تک کو ظاہر کر سکے اگر ہم دعا کا کام زبان سے کبھی نہ لیں تو ہماری شقاوت بختی ہے۔ بہت سی بیماریاں ایسی ہیں کہ اگر وہ زبان کو لگ جاویں تو وہ یکدفعہ ہی کام چھوڑ بیٹھتی ہے یہ رحیمیت ہے ایسا ہی قلب میں خشوع و خضوع کی حالت رکھی اور سوچنے اور تفکر کی قوتیں ودیعت کی ہیں پس یاد رکھو اگر ہم ان قویٰ اور طاقتوں کو معطل چھوڑ کر دعا کرتے ہیں تو یہ دعا کچھ بھی مفید اور کارگر نہ ہوگی کیونکہ جب پہلے عطیہ سے کچھ کام نہیں لیا تو دوسرے سے کیا نفع اٹھائیں گے اس لیے اهدنا الصراط المستقیم سے پہلے ایاک نعبد بتا رہا ہے کہ ہم نے تیرے پہلے عطیوں اور قوتوں کو بیکار اور برباد نہیں کیا۔ یاد رکھو رحمانیت کا خاصہ یہی ہے کہ وہ رحیمیت سے فیض اٹھانے کے قابل بنا دے۔ اس لیے خدا تعالی نے جو ادعونی استجب لکم فرمایا یہ نری لفاظی نہیں ہے بلکہ انسانی شرف اسی کا متقاضی ہے مانگنا انسانی خاصہ ہے اور استجابت اللہ تعالے کا جو نہیں مانتا وہ ظالم ہے۔ دعا ایک ایسی سرور بخش کیفیت ہے کہ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ میں کن الفاظ میں اس لذت اور سرور کو دنیا کو سمجھاؤں یہ تو محسوس کرنے ہی سے پتہ لگے گا۔ مختصر یہ کہ دعا کے لوازمات میں اول ضروری یہ ہے کہ اعمال صالحہ اور اعتقاد پیدا کریں کیونکہ جو شخص اپنے اعتقادات کو درست نہیں کرتا اور اعمال صالحہ سے کام نہیں لیتا اور دعا کرتا ہے وہ گویا خدا تعالی

مختصر قابل غور نوٹ اور نکتے

گناہ ایک ایسا زہر ہے جو اُس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان خدا کی اطاعت اور خدا کی پُر جوش محبت اور محبانہ یاد الٰہی سے محروم اور بے نصیب ہو اور جیسا کہ ایک درخت جب زمین سے اُکھڑ جائے اور پانی چوسنے کے قابل نہ رہے تو وہ دن بدن خشک ہونے لگتا ہے اور اُس کی تمام سرسبزی برباد ہو جاتی ہے۔ یہی حال اس انسان کا ہوتا ہے جس کا دل خدا کی محبت سے اُکھڑا ہوا ہوتا ہے پس خشکی کی طرح گناہ اسپر غلبہ کرتا ہے سو اس خشکی کا علاج خدا کے قانون قدرت میں تین طرح سے ہے **اول محبت** الٰہی **دوم استغفار** جس کے معنے ہیں دبانے اور ڈھانکنے کی خواہش کیونکہ جب تک مٹی میں درخت کی جڑ جمی رہی تب تک وہ سرسبزی کا اُمیدوار ہوتا ہے **تیسرا** علاج توبہ ہے یعنی زندگی کا پانی کھینچنے کے لیے خدا کی طرف پھرنا اور اُس سے اپنے تئیں نزدیک کرنا۔ اور معصیت کے حجاب سے اعمال صالحہ کے ساتھ اپنے آپ کو باہر نکالنا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ توبہ کا کمال اعمال صالحہ کے ساتھ ہے۔

انسانی ہمدردی حقیقت میں ایک قابل تعریف جوہر ہے اور دوسرے کے بچانے کے لیے خود تکلیف اُٹھانا لاریب بڑے بہادروں کا خاصہ ہے مگر ایسی ہمدردی اور ایثار کی مثال دنیا کی تاریخ شاید کبھی پیش نہ کر سکے جو عیسائی **یسوع** کے کفارہ کی شکل میں پیش کرتے ہیں اُس ہمدردِ بنی نوع انسان کی اس حرکت پر کیا ہنسی نہ کی جائے گی جو کسی دوسرے شخص کے درد سر پر رحم کھا کر اپنے سر پر پتھر مارے؟۔

استغفار جس کے ساتھ ایمان کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں قرآن شریف میں دو معنی پر آیا ہے اول تو یہ کہ اپنے دل کو خدا کی محبت میں محکم کر کے گناہوں کے ظہور کو جو علحدگی کی حالت میں جوش مارتے ہیں خدا تعالےٰ کے تعلق کے ساتھ روکنا اور خدا میں پیوست ہو کر اُس سے مدد چاہنا یہ **استغفار** تو **مقربوں** کا ہے جو ایک طرفۃ العین خدا سے علحدہ ہونا اپنی تباہی کا موجب جانتے ہیں اس لیے استغفار کرتے ہیں تا خدا اپنی محبت میں تھامے رکھے اور دوسری قسم استغفار کی یہ ہے کہ گناہ سے نکل کر خدا کی طرف بھاگنا اور کوشش کرنا کہ جیسے درخت زمین میں لگ جاتا ہے ایسا ہی دل خدا کی محبت کا اسیر ہو جاوے تا پاک نشو و نما پا کر گناہ کی خشکی اور زوال سے بچ جائے اور ان دونوں صورتوں کا نام استغفار رکھا گیا ہے۔

استغفار غفر سے نکلا ہے جس کے معنے ڈھانکنے کے ہیں اور دبانے کے گویا استغفار سے یہ مطلب ہے کہ خدا اس شخص کے گناہ جو اس کی محبت میں اپنے تئیں قائم کرتا ہے دبا رکھے اور بشریت کی جڑ ننگی نہ ہونے دے بلکہ الوہیت کی چادر میں لے کر اپنی قدوسیت میں سے حصہ دے یا اگر کوئی جڑ گناہ کے ظہور سے ننگی ہو گئی ہو پھر اسکو ڈھانک دے اور اسکی برہنگی کے بد اثر سے بچائے۔

حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بت ہو خواہ انسان ہو خواہ سورج ہو یا چاند ہو اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر و فریب ہو **منزہ سمجھنا** اور اُس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا کوئی رازق نہ ماننا کوئی معز اور مذل خیال نہ کرنا کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اسی سے خاص کرنا اپنی عبادت اُسی سے خاص کرنا اپنا خوف اُسی سے خاص کرنا پس یہی کامل توحید ہے جو **اسلام** لے کر آیا ہے۔

قرآن شریف میں خدا تعالےٰ کا نام **السلام** آیا ہے جس کے معنے ہیں کہ تمام عیبوں اور مصائب اور سختیوں سے محفوظ ہے بلکہ سلامتی دینے والا ہے اب اگر وہ آپ ہی مصیبتوں میں پڑتا لوگوں کے ہاتھوں سے مارا جاتا اور اپنی آرزو میں ناکام رہتا تو پھر اس بدنمونہ کو دیکھکر کسطرح دل تسلی پکڑتے کہ ایسا خدا ہمیں ضرور مصیبتوں سے نجات دے گا۔ ایسائی غور کریں کہ جس خدا کا نمونہ انھوں نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے وہ ایک عجز و فروتنی ناکامی اور یاس کی تصویر سے بڑھ کر کیا وقعت رکھتا ہے؟۔

اسلام ایک جلتی ہوئی آگ ہے جو ہماری سفلی زندگی کو بھسم کر کے اور ہمارے باطل معبودوں کو جلا کر پیچھے اور پاک معبود کے آگے ہماری جان اور ہمارا مال اور ہماری آبرو کی قربانی پیش کرتی ہے ہم اس چشمہ میں داخل ہو کر ہم ایک نئی زندگی کا پانی پیتے ہیں اور ہماری تمام روحانی قوتیں خدا سے یوں نشو و نما پاتی اور پیوند پکڑتی ہیں جیسا کہ زنجیر کے سلاسل ہوتے ہیں بجلی کی آگ کی طرح ایک آگ ہماری اندر سے نکلتی اور ایک اوپر سے اُترتی ہے ان دونوں شعلوں کے ملنے سے ہماری تمام ہوا و ہوس اور غیر اللہ کی محبت بھسم ہو جاتی ہے اور ہم اپنی پہلی زندگی سے مر جاتے ہیں اس حالت کا نام قرآن شریف کی اصطلاح میں **اسلام** ہے اسلام سے ہمارے نفسانی جذبات کو موت آتی ہے۔ اگر خدا میں زندگی مطلوب ہے تو پہلے اس موت میں مرنا ضروری ہے

وحی متلو کے ساتھ تین چیزیں ضروری

ہوتی ہیں خواہ وہ وحی رسول کی ہو یا نبی کی یا محدّث کی۔

اوّل مکاشفات صحیحہ جو اخبارات اور بیانات وحی کو کشفی طور پر ظاہر کرتے ہیں گویا خبر کو معائنہ کر دیتے ہیں جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ بہشت و دوزخ دکھلایا جسکا قرآن کریم نے بیان کیا تھا۔ اور ان گذشتہ رسولوں سے ملاقات کرائی گئی جنکا قرآن مجید میں ذکر کیا گیا تھا۔ ایسا ہی بہت سی معاد کی خبریں کشفی طور پر ظاہر کی گئیں تا وہ علم جو قرآن کے ذریعہ سے دیا گیا تھا زیادہ تر انکشاف پکڑے اور طمانیت اور سکینت کا موجب ہو جاوے۔

دوّم وحی متلو کے ساتھ رؤیا صالحہ دی جاتی ہے جو نبی اور رسول اور محدّث کے لیے ایک قسم کی وحی میں داخل ہوتی ہے۔ اور رؤیا وجود کشف کے رؤیا کی اس لیے ضرورت ہوتی ہے کہ تا علم **رؤیا** اور استعارات کے جو رؤیا پر غالب ہے **وحی یاب** پر کھل جاوے اور علوم تعبیر میں مہارت پیدا ہو۔ اور تا کشف اور رؤیا باعث تعدد طرق کے ایک دوسرے پر شاہد ہوں اور اس وجہ سے **نبی اللہ** کمالات اور معارف یقینیہ کی طرف ترقی رکھے۔

سوّم وحی متلو کے ساتھ ایک خفی وحی عنایت ہوتی ہے جو تفہیمات الٰہیہ سے نامزد ہوتی ہے یہی وحی ہے جسکو **وحی غیر متلو** کہتے ہیں اور متصوفین اس کا نام **وحی خفی** اور وحی دل بھی کہتے ہیں اس وحی سے یہ غرض ہوتی ہے کہ بعض مجملات اور اشارات وحی متلو کی منزل علیہ پر ظاہر ہوں یہ **ہو مُدات ثلاثہ** یعنی کشف۔ رؤیا۔ اور وحی خفی در اصل رموز زائدہ نہیں ہوتے بلکہ وحی متلو کے جو متن کی طرح ہے مفسر اور مبین ہوتے ہیں اور ہر ایک رسول اور نبی اور محدّث کو اس کی وحی کے ساتھ یہ تینوں چیزیں حسب مراتب اپنی اپنی حالت قرب کے دیجاتی ہیں۔

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ میں اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر **امام الزمان** ہے اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے اسی لیے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی **بادشاہت کو** اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں کیونکہ وہ ہمارے دینی مقاصد کے حارج نہیں ہیں بلکہ ہمکو ان کے وجود سے بہت آرام ملا ہے اور ہم خیانت کریں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ انگریزوں نے ہمارے دین کو ایک قسم کی وہ مدد دی ہے کہ جو ہندوستان کے اسلامی بادشاہوں کو بھی میسر نہیں آسکی کیونکہ ہندوستان کے بعض اسلامی بادشاہوں نے اپنی کوتاہ ہمتی سے صوبہ پنجاب کو چھوڑ دیا تھا اور انکی اس غفلت سے سکھوں کے متفرق حکومتوں کے وقت میں ہمپر اور ہمارے دین پر وہ مصیبتیں آگئیں کہ مساجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اور بلند آواز کے ساتھ اذان دینا بھی مشکل ہو گیا تھا اور پنجاب میں دین اسلام مرچکا تھا پھر انگریز آگئے اور انگریزیا ہمارے نیک طالع پھر ہماری طرف واپس لے آئے۔ اور انھوں نے دین اسلام کی حمایت کی اور ہمارے مذہبی فرائض میں ہمیں پوری آزادی بخشی اور ہماری مسجدیں واگذار کی گئیں اور پھر مدت دراز کے بعد پنجاب میں شعار اسلام دکھائی دینے لگا۔ پس کیا یہ احسان یاد رکھنے کے لائق نہیں؟ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ بعض سست ہمت اسلامی بادشاہوں نے تو اپنی غفلتوں سے کفرستان میں ہمیں دھکا دیا تھا اور انگریز ہاتھ پکڑ کر پھر باہر لے آئے۔ پس انگریزوں کے برخلاف بغاوت کی کھچڑی پکاتے رہنا خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو فراموش کرنا ہے

چار سوالوں کا جواب

کسی شخص نے منشی کرم علی صاحب خوشنویس قادیان کے ذریعہ مندرجہ ذیل چار سوالوں کا جواب طلب کیا تھا۔ حضرت مولانا مولوی **نور الدین** صاحب حکیم الامت نے ان سوالوں کا مختصر مگر کافی جواب لکھدیا ہے جسکو عام فائدہ کے لئے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

چار سوال

۱۔ مسیلمہ کذاب کی عمر بعد دعویٰ نبوت۔
۲۔ و تقتلون الانبیاء بغیر حق کا مطلب
۳ وان من اہل الکتٰب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ کا ترجمہ۔
۴۔ ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا کا صحیح اور خلاصہ مطلب۔

جواب

۱۔ مسیلمہ نے سنہ ۱۱ھ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اخیر وفات پر دعویٰ نبوۃ کیا اور اسی ۱۱ھ میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فوجی افسروں نے اللہ تعالیٰ کی نصرۃ و حمایت سے مسیلمہ کو ہلاک کر دیا۔ بس اسکا قصہ ایک ہی سال کے اندر اندر ہے اور یہ بات تاریخ طبری کبیر سے بالکل ظاہر ہے دیکھو صفحہ ۱۹۱۶۔

۲۔ "تقتلون الانبیاء بغیر حق۔ مفردات القرآن میں لفظ قتل کے نیچے لکھا ہے قتلتہ ذللتہ۔ تو اس معنی کے ہے تم لوگ ذلیل کرنا چاہتے ہو انبیا کو ناحق۔ اور قتل کے معنی سخت مارنا یا مار ڈالنا بھی آیا ہے تو ایسے معنی ہوے سخت مارنا یا مار ڈالنا چاہتے ہو تقتلون مضارع کا صیغہ ہے مطلب یہ ہوا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذلیل کرنے یا سخت مارنے یا قتل کرنے میں تمام انبیاء کا قتل ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے من اجل ذلک کتبنا علی بنی اسرائیل انہ من قتل نفسا بغیر نفس او

اوگنڈا مہدی

ہمارے ناظرین یر غلم افریقہ کے اس مہدی کے نام سے غالباً ناواقف نہ ہوں گے اور انکو یہ بھی معلوم ہوگا کہ اس کا حشر کیا ہوا تھا۔ اب اخبارات میں اس کے متعلق ایک مختصر سا نوٹ شائع ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ اوگنڈا میں ایک نئے مہدی نمودار ہوئے تھے ایک کسان نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے۔ اس پر فاضلوں کی کونسل میں اس مہدی کو لایا گیا قریب تھا کہ جان کے مارے جانے کا فتویٰ دیا جاوے کہ ایک عاقبت اندیش فاضل نے کہا کہ اگر یہ سچا ہے تو اسکے قتل کا گناہ ہماری گردنوں پر ہوگا اگر جھوٹا ہے تو خود خدا اسے سمجھ لیگا

اس نوٹ میں یہی ایک فقرہ قابل غور ہے جس کو ہم نے موٹے قلم سے لکھدیا ہے حقیقت میں سچے اور جھوٹے مدعی کے امتیاز کے لیے کیوں خدا تعالیٰ ہی کے فیصلہ پر نظر نہیں کی جاتی ہماری رائے میں جو لوگ کسی من جانب اللہ ہونے کا دعویٰ کرنے والے شخص پر اپنے ہتھیاروں کو تیز کرتے ہیں وہ گویا خدا تعالیٰ کے جلال اور غیرت کی توہین کرتے ہیں دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ وہ اپنے عمل سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کسی مفتری اور ظالم انسان کو مہلت دیدیتا اور حق و باطل میں التباس کو پسند کرتا ہے تعالیٰ شانہ اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں حقیقت میں وہ ثواب کے مستحق ٹھیرتے اور سعادت سے حصہ لیتے ہیں کیونکہ امر متعلقہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا ہے پس وہ حسن ظن کیوجہ سے خائب نہیں ہوتے کاش ہمارے ہندوستان کے رہنے والے مسلمان اپنے طریق عمل پر غور کریں اور ایک مدعی کی آواز کو سنکر جو اپنی صداقت پر بہت سے نشانات اور براہین رکھتی ہے اپنی زبان و قلم کے تیغ و سنان کو لیکر لڑنے میں تامل سے کام لیں اور اسکے انجام پر نظر کریں کیونکہ العاقبۃ للمتقین خدا کے کلام پر غور کریں

اینٹ اور پتھر کی یادگاریں

ہماری سمجھ میں یہ کبھی نہیں آیا کہ اینٹ اور پتھر کی یادگاروں میں یہ (بزعم خود) روشنی اور سائنس کا زمانہ کیا خوبی دیکھتا ہے؟ اخبارات کے مطالعہ کرنے والے خوب آگاہ ہیں کہ جس بڑے آدمی کی یادگار کی ضرورت سمجھی جاتی ہے اس کا ایک مجسمہ یادگار کے لیے بنایا جاتا ہے گورنمنٹ ہند کے فارن سکرٹری مسٹر بارنس صاحب سابق ایجنٹ بلوچستان کی یادگار قائم کرنے کے واسطے ۳۰ ہزار روپیہ جمع کیا گیا ہے۔ کیوں اخبارات متفق اللفظ ہوکر ان یادگاری بتوں کے بجائے منتی سکولوں کے کھولے جانے کی تجویز پیش نہیں کرتے ہیں اور اسپر زور نہیں دیتے کیا اچھا ہو کہ یہ لوگ جنکی یادگاریں زندگی میں قائم کی جاتی ہیں وہ بجائے خود اپنی یادگاروں کو مفید اور بہتر شکل میں قائم کرنیکی رائے دیں

ڈسٹرکٹ بورڈ گورداسپور کی توجہ طلب

ہم ڈسٹرکٹ بورڈ گورداسپور کے جمیع ممبران اور ڈسٹرکٹ انجنیر کی توجہ اس سڑک کی طرف متوجہ کرانا چاہتے ہیں جو بٹالہ سے قادیان کو جاتی ہے۔ یہ سڑک جگہ جگہ سے شکستہ اور خراب و خستہ حالت میں ہے بحالیکہ اس سڑک پر یکوں کی آمد و رفت بڑھ گئی ہے اور روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ ڈونہ کے پل سے اتر کر جو حصہ قادیان کو آتا ہے وہ تو بہت ہی خراب حالت میں ہے۔ اگر اس سڑک کی درستی اور اصلاح کیطرف جلد توجہ نہ کی جائیگی تو اندیشہ ہوتا ہے کہ کسی جان کا نقصان نہ ہو یا کم از کم کسی یکہ کے گرنے اور الٹنے سے کسی سواری کو خطرناک گزند پہونچے۔ ضروری تو یہ ہے کہ یہ سڑک پختہ کی جاوے ورنہ اسکی مرمت کا ہونا بھی کم از کم اسکی کسیقدر اصلاح اور آنیوالے خطرات کو روکنے کا باعث ہو سکتی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے بیدار مغز تحصیلدار صاحب بٹالہ جنکے علاقہ میں یہ سڑک ہے ڈسٹرکٹ انجنیر کو اسطرف متوجہ کریں گے اور ڈسٹرکٹ انجنیر صاحب کو ان امور کیطرف پوری توجہ ہے اسلیے ہم امید کرتے ہیں کہ جلد اس معاملہ پر نوٹس لیا جاوے گا اور ہمکو مزید توجہ دلانے ضرورت باقی نہ رہیگی

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام مع جمیع ممبران خاندان بفضل تعالیٰ بخیریت ہیں اور خدا تعالیٰ کے سپرد کردہ کام تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں۔

۲۔ ڈاکٹر حافظ خلیفہ رشید الدین صاحب آجکل یہاں ہی میں امتحان کی طیاری کر رہے ہیں۔

۳۔ اس ہفتہ کپور تھلہ سے منشی محمد خاں صاحب اور منشی محمد اوڑا صاحب اور مولوی عبد القادر صاحب اور پٹیالہ سے مولوی محمود حسن خانصاحب امرتسر سے شیخ فیض اللہ صاحب اور سیالکوٹ سے جناب سید امیر علیشاہ صاحب ملہم تشریف لائے اور ان کے علاوہ اور کئی کئی احباب آئے اور چلے گئے چنانچہ لاہور سے حکیم محمد حسین صاحب مالک کارخانہ مرہم عیسیٰ مع اپنے برادران کے آئے ہوئے ہیں۔

۴۔ بارش بالکل نہیں ہوئی آج* تاریخ کو گھٹا آسمان پر محیط ہے بادل زور سے گرج رہا ہو سرد ہوا چل رہی ہو۔ موسم میں تبدیلی کے آثار نمایاں ہیں اسر اتکا پچھلا حصہ خوشگوار سردی لیے ہوئے ہوتا ہے

۵۔ تحصیلدار صاحب بٹالہ اس ہفتہ دار الامان آئے اور اپنے منصبی فرائض کو خوش اسلوبی سے انجام دیتے ہوئے ایکدن رہ کر سری گوبند پور کیطرف چلے گئے آدمی خلیق متین اور محنتی ہیں۔ شہر کی صفائی کے متعلق ہماری چٹھیوں پر پورا نوٹس لیکر عمدہ انتظام کو نیکی تجاویز کی ہیں جس کے لیے ہم انکے مشکور ہیں۔

۶۔ خطبہ الہامیہ کا حاشیہ طبع ہو رہا ہے جسکی بطور اسوقت دو کاپیاں باقی ہیں اور خطبہ کے مطبوعہ حصہ پر نظر ثانی بھی کی جا رہی ہے۔

۷۔ خاکسار ایڈیٹر ان احباب کا شکر گذار ہے جنھوں نے بذریعہ خطوط اسکے اور اسکے متعلقین کی علالت پر اظہار ہمدردی کیا ہے۔ اب الحمد للہ بیماری کی شکایت بہت کم ہوتی جاتی ہے۔

۸۔ بٹالہ ضلع گورداسپور سے عجیب متوحش خبریں آرہی ہیں کہا جاتا ہو کہ زمین کے نیچے سے ایسی گونج اور آواز آتی ہے جیسے کوئی چیز دھرتی یا نیچے گرتی ہو۔ اسکے متعلق جتنے منہ اتنی ہی باتیں ہیں۔ بدقسمتی سے اس آواز کے قریب ایک قبر بھی ہے جسنے جاہلوں کو اچھی خاصی کرامت بنانیکا موقعہ دیا ہو مقامی حکام نے صرف رپورٹ کردی ہو اور اژدہام خلائق کو روکنے کیلئے وہاں کچھ پولیس کا پہرہ بھی کھڑا کر دیا ہو تاکہ اژدہام

*کسی قدر تعاظر سو گیا ہو۔ ایڈیٹر۔

مراسلت

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۳۲ جلد ۵

اس بات کا ثبوت تاریخوں سے صاف ملتا ہے کہ کیسے ولی صاحب کشف وکرامت ہوے۔ یا اور ایسے حقانی علما ہوے جو روحانیت میں اسرائیلی نبیوں سے کم نہ تھے اور ایسا ہی ہر صدی کے سر پر امام ہوتے آئے جو اسرائیلی نبی میں سے کسی ایک کے مقابل اور مثیل تھے۔ زمانہ سابق کو جانے دو آج لاکھوں گواہ مسلمان اور غیر قوم آپ کو ملینگے جو اپنے چشم دید واقعات بیان کریں گے اور اولیاء اللہ اسلام کے تقدس اور بزرگی اور کشف اور الہام کو بیان کریں گے۔ اور ابھی حال میں ایک بڑے ولی اس ہندوستان میں گذرے ہیں جنکی ملازمت کو گورنر جنرل صاحب بہادر تشریف لے گئے اور ہزاروں ہندو وغیرہ اُن کی کشف وکرامت کے گواہ ہیں۔ وہ کون تھے؟ مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی تھے۔ علاوہ اس کے ایک بہت بڑا **امام*** (جو مثیل عیسیٰ ہے) الہام کا دعویٰ کرتا ہے اور بہت سے عملی ثبوت بھی اپنے دعوے پر دیچکا ہے۔ جس کسیکو شک ہو اپنا شک مٹالے۔ اور اس کا دعویٰ ہے کہ جس کسیکو شک ہو میرے پاس چلا آئے اور مجھے آزمائے بخلاف اس کے عیسائیوں میں ایسے لوگوں کا نشان نہیں۔

---

* حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود امام زمان علیہ السلام قادیانی۔ منہ

اگر ہو تو دکھلائے۔

(۴) موسیٰ علیہ السلام نے جہاد کیا جیسا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے۔

(۵) محمد صلے اللہ علیہ وسلم مقدمات کو فیصل کیا کرتے تھے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام (خروج ۱۸: ۱۳ سے ۲۶ تک) بخلاف مسیح کے کہ ان کے پاس ایک زانیہ لائی گئی تو اس کا مقدمہ فیصل نہیں کیا بلکہ ٹال دیا۔

(۶) محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے

(۷) محمد صلے اللہ علیہ وسلم معراج میں خدا سے گفتگو کی جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے طور پر۔

(۸) محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے چاند کو دو ٹکڑے کیا اور موسیٰ علیہ السلام نے بحر قلزم کو شق کیا۔ اور چاند اور پانی میں جو مناسبت ہے وہ اہل علم پر واضح ہے۔

(۹) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بھائی علی سے کہا کہ یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون یعنی علی تو میرے لئے ہارون کی جگہ پر ہے۔ کیا کسی نبی نے ایسا کہا ہی مسیح کے بھائیوں کا تو ان پر ایمان لانا بھی ثابت نہیں ہوتا۔

(۱۰) حضرت نے کعبہ کے بت پرستوں میں نشو و نما پائی۔ موسیٰ فرعون کی صحبت میں برخلاف اس کے مسیح یہودیوں میں جو بت پرست نہیں تھے۔

(۱۱) حضرت صلعم سنہ ہجری جاری ہوے جیسے موسیٰ کے (گنتی ۳۳: ۳۸ و سلاطین ۶: ۱)

(۱۲) حضرت صلعم گلہ بانی کرتے تھے جیسے موسیٰ عم (خروج ۳: ۱)

(۱۳) حضرت صلعم نے کعبہ وغیرہ کے بتوں کو توڑا جیسے موسیٰ عم (خروج ۳۲: ۲۰ و گنتی ۳۳: ۵۲)

باقی آیندہ

راقم عاجز ارادت حسین احمدی اوریئی از مونگیر بنگال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

برادر مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اس کاغذ کو ردی میں نہ پھینکیو۔ نہایت درد دل سے لکھا گیا ہے۔ کرم الحکم کے کسی گوشہ میں درج کرکے **قوم** کے سامنے پیش فرمادیں شاید مولے کریم حسب ضرورت اپنے فضل سے کوئی عمدہ نتیجہ نکال دے۔

تفسیر القرآن اور اس کی ضرورت

عام بربادی اور تنزل کی بلا جو مسلمانوں پر چھائی ہوئی ہے اور چھائی جاتی ہے یہ نتیجہ ہے اس امر کا کہ مسلمان علم قرآن بھلا چکے ہیں (بھلا جب علم ہی نہیں تو عمل کہاں۔ یہ تو جانتے ہی نہیں کہ عمل ہوتا کیا ہے) عام ملانے بڑی تفاسیر کے بے سروپا قصص پر نمک مرچ لگا کر عام جہلا میں پھیلا چکے ہیں جعلی اور محض بناوٹی احادیث کے ناول بنا کر عوام سادہ مسلمانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ احوال الآخرۃ وغیرہ کتب کے دیوانے افسانہ نویس نے جہلا کو۔ مسجد کے میانجیوں کو بالکل سناتن دھرمی بلکہ ان سے بھی زیادہ قصص پرست بنا دیا ہے (ایک خواندہ ہندو نے کہا کہ بھلا مسلمان آپ ہمارے ہنومان اور اس کے مثل اور بزرگوں پر تو ہنسی اڑاتے ہیں اپنے دجال وغیرہ کے افسانوں کی بھو توں سے کہا کہ قرآن میں یہ ذکر ہی نہیں جو یہ عام مسلمان فسانے گاتے رہتے ہیں یہ سارا طفیل ہمارے ملاؤں کا ہے

اگر یہ ایسے بے سروپا اور وہمی باتیں بیان نہ کریں کہ جن سے عقل چکر کھا جاے تو منیافت کون کھلائے (جبریہ تو جملہ معترضہ تھا) اور پنجابی میں جو تفسیریں موجود ہیں وہ سب ان جبلی اور جھوٹے فسانوں کے ماتحت ہو کر کی گئی ہیں۔ اور قرآن کریم کو بزور کھینچ تان کر ان کہانیوں کے ماتحت کیا گیا ہے پر اور عام دلوں میں یہ قصص ایسے بٹھائے گئے ہیں کہ جہاں چند مسلمان جمع ہوے اور ملا صاحب نے بیلہ بستہ سے کتاب نکال کر یہ ناول خوش الحانی سے پڑھنے شروع کر دے۔ غرضیکہ کامل طور پر علم اُٹھ گیا اور اسکی جگہ چند قصوں اور کہانیوں نے لی نیے عام ضرورت ہے کہ تفسیر القرآن اس ثریا سے ایمان لانے والے اور مردہ روحوں کو زندہ کرنے والے **مسیح موعود مہدی مسعود** علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علم کلام کے موجد کے علم کے ذریعہ سے ہو کر دنیا میں پھیلے تا دنیا قرآن کریم کے روشن اور بین انوار سے نور حاصل کرے اور وہ نور۔ شفا۔ ہدایت جو بالکل اُٹھ چکا ہے دنیا پر نئے سرے سے نازل ہو اور تمام اطراف عالم اس نور سے جگمگ جگمگ کرنے لگے۔ (میرے مولا جلدی ایسا کر دے)۔ **اے احمدی قوم**۔ پہلا پارہ قرآن کریم کا تفسیر ہو کر تو پڑھ چکی ہے اور اس سے نور حاصل کر چکی ہے۔ مولا گمراہ تھے اس نور کے طلوع ہونے سی تمام چمگادڑوں کی آنکھیں چکا چوند ہو چکی ہیں اور بہت سے سیاہ پہاڑ اس سے نور حاصل کر کے چاند بن چکے ہیں ایک مبتدی اردو خواں اس کے ذریعہ سے عالم قرآن بن سکتا ہے بخدا اگر یہ تفسیر شائع نہ ہوتی یا اگر کامل شائع نہ ہوئی تو جو برادر بدقسمتی سے **دارالامان** سے دور پڑے ہیں وہ علم نہیں حاصل کر سکتے۔

برادرم شیخصاحب ایڈیٹر الحکم نے تفسیر القرآن کے ایسے نوٹ ایجاد کیئے ہیں جس طرح کوئی سررشتہ تعلیم کا اعلےٰ پروفیسر اسباق الاشیاء پر بچوں کو سبق پڑھانے کی خاطر نوٹ طیار کرتا ہے تا وہ سبق سادہ اور کم فہم بچوں کے جلدی ذہن نشین ہو جائے خدا جھوٹ نہ بلاوے جہاں تک میرا علم ہے اس طرز پر شاید ہی کوئی تفسیر ۱۳۰۰ سو برس کے عرصہ میں شائع ہوئی ہوگی۔

ازحد ضرورت ہے کہ جلدی یہ تفسیر تمام ہووے کیونکہ معلوم نہیں موت کب آ جاوے اور کب چلتا ہو جاوے۔ دل کی اگر دل ہی میں رہ گئی تو سوائے افسوس کے کیا ہو سکتا ہے۔ شیخصاحب تفسیر قرآن کے نوٹ لکھ چکے ہیں صرف **مالی** رکاوٹ کی وجہ سے وہ اسکو مرتب کر کے شائع نہیں کر سکے ورنہ اب تک دوسرا پارہ نکل گیا ہوتا۔ اے **احمدی** قوم کے سربرآوردہ **ممبرو**۔ اور اے مسیح موعود کی بہشت کے بہشتیو آپ کی خدمت مقدس میں یہ التماس ہے کہ کمر ہمت باندھکر تفسیر کے لیئے سرمایہ اتنا جمع کر دو جس سے شیخصاحب ماہواری طور پر تفسیر شائع کرنی شروع کر دیں۔ میں درد دل سے یہ **اپیل** اے **قوم** تیری خدمت مبارک میں کرتا ہوں کہ ازحد ضرورت ہے کہ جلدی یہ تفسیر ختم ہو تا اندھے سوجاکھے کیئے جاویں اور قرآن پاک پر اعتراض کرنے والے مُنہ کے بل گر پڑیں۔ اور نہیں تو ایک ایک پارہ کی پیشگی قیمت ہی جمع کر دیں اور جب وہ شائع ہو جاوے تو پھر دوسرے پارہ کی قیمت جمع کی جاوے اسی طرح سے تمام قرآن تمام ہو جاوے۔ اُمید ہے کہ بزرگ بھائی اپنی اپنی تجاویز بھی ایڈیٹر صاحب کو مطلع کر دیں گے اور پھر ایڈیٹر صاحب عملی صورت میں بھائیوں کے آگے پیش کر دیں گے

والسلام

خادم **محمد سلیمان احمدی** از بہلولپور ضلع لودھیانہ

ایڈیٹر

تفسیر القرآن کے نوٹ بیشک میرے پاس موجود ہیں اور انکو مرتب کرنا باقی ہے اگر قوم پوری توجہ کرے تو اس کا ماہوار شائع ہونا میرے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں ہے دوسرا پارہ طبع ہو رہا ہے گرمی کی شدت کی وجہ سے پچھلے دو تین مہینوں میں میں کام نہیں کر سکا + اب انشاء اللہ تعالےٰ پھر شروع کرتا ہوں وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

ضرورت! ضرورت!! ضرورت!!!

کارخانہ اخبار الحکم کے لیے ایک خوشنویس کی ضرورت ہے جسکو تفسیر القرآن کا کام دیا جائے گا۔ درخواست کنندہ کے دو نو خط عربی فارسی اعلیٰ درجہ کے ہوں اور نہ صرف خط ہی اچھا ہو بلکہ وہ اپنے اس فن کو بخوبی سمجھتا ہو قرآن خوان اور ذی علم کو ترجیح دی جاوے گی تنخواہ سردست عـــہ دیجائے گی اور ترقی حسب لیاقت و کارگذاری عـــہ تک مل سکے گی۔ کارگذاری ایک کاپی یومیہ ہوگی + یہ ضروری ہوگا کہ تفسیر القرآن کی کتابت کے لئے درخواست کرنے والا کاتب سنگساز بھی ہو۔ کیونکہ تفسیر القرآن کی پتھر بنانا اسی کے فرض منصبی میں داخل سمجھا جاوے گا۔ تمام درخواستیں مع نمونجات ہر دو خط ۱۰ ستمبر ۱۹۰۱ء تک ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان کے نام آنی چاہئیں صرف منظور شدہ درخواست کا جواب دیا جاوے گا۔ باقی امور کا تصفیہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکے گا۔

مختلف واقعات

آتشزدگی سے نقصان۔ فائر بریگیڈ کلکتہ کی ریپورٹ سے ظاہر ہے کہ پچھلے سال شہر کلکتہ میں آتشزدگی سے اٹھاسی ہزار دو سو پینسٹھ کی جائداد جل کر خاک سیاہ ہوئی۔

محکمہ تار کی جوبلی۔ امسال ہندوستان میں سررشتہ تار کی جوبلی ہوگی۔ اس محکمہ کو اس ملک میں قائم ہوئے پچاس سال گذر چکے ہیں۔

نومسلم۔ آسٹریلیا کے ایک شہر میں تین عورتیں اور تین مرد مشرف باسلام ہوئے عورتوں کے نام ناجمہ نفتولہ اور راضیہ۔ اور مردوں کے سلیمان۔ عبداللہ اور محمد ادیب رکھے گئے۔

خوف زدہ ضلع۔ مشرقی بنگالہ کا مخصوص ضلع میمن سنگھ کے لوگ تب سے نہایت ہی خوف زدہ ہو رہے ہیں۔ جبکہ زلزلہ سے کئی مکان مسمار و منہدم ہوئے تھے۔ اب بھی لوگ زلزلہ محسوس ہوتے ہی گھروں سے بھاگنے کو تیار ہیں۔ انکو یقین ہو گیا ہے کہ اس مقام کے منحوس ایام عنقریب ہیں۔ امید ہے کہ گورنمنٹ اس ضلع کی سائنٹفک تحقیقات کا جلد حکم صادر کرے۔

زہے چہ بہتر۔ انگلستان میں یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ شاہ عالم پناہ موسم سرما میں ہندوستان تشریف لاکر قیصر ہند کا تاج پہنیں۔ اور اس موقع پر دہلی میں قیصری دربار منعقد کیا جائے۔ اگر اس تحریک پر عمل کیا گیا تو ہندوستان کو کئی صدیوں کے بعد اپنے بادشاہ کے قدوم میمنت لزوم سے ممتاز ہونے کا موقع ملے گا۔

صوبہ پنجاب کی آبادی کی تعداد۔ مردم شماری کی دوبارہ پڑتال کرنے سے صوبہ پنجاب کی کل آبادی دو کروڑ چوبیس لاکھ پچپن ہزار نو سو اٹھتیں پائی گئی ہے۔ اس میں ریاستوں کی آبادی شامل نہیں ہے جو تعداد پہلے شائع ہو چکی ہے اس سے یہ سات ہزار دو سو بیاسی زیادہ ہے۔ اس فرق آٹھ سو چونسٹھ کا ہے۔ کیونکہ اس میں مالاکنڈ۔ دیر۔ سوات اور چترال کی افواج شامل کی گئی ہیں۔ سال ۱۸۹۱ء کی مردم شماری کی نسبت پندرہ لاکھ اٹھاسی ہزار نو سو بہتر کا اضافہ ہے۔ بلحاظ مذہب عیسائیوں میں سب سے زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ اس کے بعد ترتیب سکھ۔ مسلمان اور اخیر میں ہندو ہیں۔

مصنف شہنشاہ۔ قیصر ولیم ثانی شہنشاہ جرمنی ایک تاریخی کتاب تیار کر رہے ہیں جس میں غیر طاقتوں کے قلعجات ٹاکو واقع ساحل چین کے فتح کرنے کا تذکرہ ہوگا۔ اسکا حجم اڑھائی سو صفحوں کا ہوگا۔ پہلا حصہ بادشاہوں وزیروں اور ان فوجی کمانڈروں کے پرائیویٹ استعمال کے لئے ہوگا جو اس جنگ میں خود شامل تھے۔ اور دوسرا حصہ عام لوگوں کے لئے ہوگا۔ قیصر ولیم فن سپہ گری میں طاق ہیں۔ حالانکہ صرف ایک ہی ہاتھ سے کام لے سکتے ہیں۔ آپ شاعر بھی ہیں چنانچہ کئی نظمیں شائع کر چکے ہیں۔ شاہوں کو اول درجہ شاعر ہونا اب تک نصیب نہیں ہوا۔ شہنشاہ بابر سے لے کر بہادر شاہ ظفر تک اس فن میں یکتا ہونے کی کوشش کرتے رہے مگر اُن کی یہ تمنا پوری نہ ہوئی نواب کلب علی خاں اور واجد علی شاہ بھی صاحب دیوان گذرے ہیں مگر استادوں میں کبھی شمار نہیں کئے گئے۔

ولیعہد انگلستان۔ ہز رائل ہائنس ڈیوک آف کارنوال مع ڈچز صاحبہ ۱۹ تاریخ کو وارد کیپ ٹاون ہوئے۔ ہر فرقہ اور طبقہ کے باشندوں نے دلی تپاک سے استقبال کیا۔ ہندوستانی باشندوں نے بھی ایک سپاسنامہ ان کی خدمت میں پیش کیا۔ اور ڈچ لوگوں نے تو امید سے بڑھکر اظہار وفاداری کیا۔ لارڈ کچنر نے فوج کی طرف سے ایک الوداعی تار بھیجا۔ جس کے جواب میں ہز ہائنس نے رعایا کی نمک حلالی اور خیرخواہی پر اظہار مسرت کیا۔

اتحاد روس و فرانس۔ زار روس نے پریسیڈنٹ لوبت کا پیام دعوت قبول کر لیا۔ اور بمقام ایمنز میں فرانسیسی فوج کی جو جنگ مصنوعی ہونے والی ہے اس کا تماشا دیکھنے کے واسطے جائینگے شہنشاہ روس راستہ میں بمقام ڈنزک قیصر جرمنی کے ساتھ ملاقات کریں گے زارینہ بھی جنگ مذکور دیکھیں گی۔ مگر زار روس کے ساتھ ملکہ نہیں جا سکیں گی ان کے پیچھے جائیں گی۔

پنجابیوں کی قابل رحم حالت۔ گذشتہ مردم شماری سے معلوم ہوا ہے کہ پنجاب کے انگریزی علاقہ میں آٹھ ہزار دو سو آدمی مخبط الحواس تھے۔ جنکی تعداد سابق مردم شماری کے وقت چھ ہزار تین سو بارہ تھی اس دیوانگی کا عورتوں میں زیادہ تر زور ہے۔ گونگے بہرے وغیرہ سترہ ہزار ایک سو چوبیس تھے۔ ۱۸۹۱ء میں نابیناؤں کی تعداد بہتر ہزار تین سو پچاس تھی۔ مگر اب اڑسٹھ ہزار بانوے ثابت ہوئی ہے پہلے جذامیوں کی تعداد چار ہزار تین سو اکانوے تھی جو گذشتہ مردم شماری سے دو ہزار تین سو چھیاسی ثابت ہوئی ہے۔

قدرت خدا۔ روس۔ جرمنی انگلستان اور امریکہ میں امساک باران کی قحط کا سخت اندیشہ ہے مگر کینیڈا میں غیر معمولی فصل کی امید ہے۔ صرف ایک ہی علاقہ موسومہ مینی ٹوبہ میں چھ کروڑ بشل گندم کی پیداوار کا تخمینہ کیا گیا ہے اور قریباً بارہ لاکھ رقبہ زمین پر اوٹ کاشت کئے ہوئے ہیں۔ شمال مغربی علاقہ میں فصل درو کرنے کے واسطے بیس ہزار مزدور درکار ہوں گے۔ جنکو پونے سات روپیہ سے لے کر ساڑھے سات روپے یومیہ تک تنخواہ ملتی ہے۔ وہ خوش قسمت ملک ہے اور وہاں خوش قسمت لوگ رہتے ہیں۔

خوب ہی۔ ایک دفعہ ڈیوک آف

کلیرنس جو پیچھے ولیم چہارم کے لقب سے انگلستان کے بادشاہ ہوئے۔ مقام پورٹ سمتھ میں پلٹن نمبر ۸۹ کا معائنہ کرنے گئے۔ تو ایک لفٹنٹ نے جسکو مدت مدید سے ترقی نہیں ملی تھی۔ سلام کیواسطے ٹوپی اٹھائی۔ تو ڈیوک نے مسکرا کر فرمایا کہ "دوست آفریں ہے کہ تمنے ملک کی خدمت میں بال بھی گنوائے"۔ لفٹنٹ نے جواب دیا کہ "حضور والا میرے فرزندان پر بال اس وجہ سے موجود نہیں ہیں کہ مجھ سے کم عمر اور کم درجہ والے افسر جو مجھ سے پیچھے ملازم ہوئے ایسی کثرت کے ساتھ میرے سر پر سے گذر گئے ہیں کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ چند بال بھی میری چوٹی پر کیوں نظر آتے ہیں"۔ ڈیوک ہنس پڑا اور تھوڑے ہی عرصہ میں لفٹنٹ مذکور کو کپتان کر دیا۔

سلطان المعظم اور شاہ ایران۔

پچھلے سال شاہ ایران یورپ کی سیاحت کرتے ہوئے قسطنطنیہ بھی پہونچے تھے جہاں سلطان المعظم نے نہایت تپاک کے ساتھ ان سے ملاقات کی تھی۔ یورپ کے اخبارات نے اسپر ریمارک کرنے شروع کیے ہیں چنانچہ سٹنڈرڈ کا نامہ نگار اوڈیسہ سے تحریر کرتا ہے کہ اس ملاقات کا ایک تو یہ نتیجہ نکلا کہ مرزا محمد خان جو کئی سالوں سے سلطنت ایران کی طرف سے باب عالی میں سفیر تھے وہ وہاں سے ہٹا لیے ہیں۔ جب انھوں نے رخصت لی تو سمجھ لیا گیا تھا کہ وہ واپس نہیں جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اب وہ گورنر کرمان مقرر کیے گئے ہیں۔ اور ان کے ماتحت قسطنطنیہ کے جو لوگ ایرانی سفارتخانہ میں مامور تھے۔ وہ سب طلب کر لیے گئے ہیں۔ اس تغیر و تبدل کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب شاہ ایران سلطان المعظم سے قسطنطنیہ میں ملے تھے۔ تو شاہ ایران نے اعلیٰ حضرت کے ہاتھ کو بوسہ دیا تھا اسپر ٹرکش اخبارات نے بہت ہی اظہار مسرت کیا تھا۔ اور مشتہر کیا تھا کہ شاہ ایران نے بھی سلطان المعظم کی خلافت کو تسلیم کر لیا ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں شیعہ پیشوا نے سنی پیشوا کے آگے سر جھکایا اس واقعہ سے ایران میں بڑا جوش پھیل گیا تھا۔ جو کچھ عرصہ کے لیے شاہ مظفر الدین کے لیے خطرناک سمجھا گیا تھا۔ اور یہاں تک مطالبہ کیا تھا کہ اس واقعہ کی تردید کی جائے یا مشتہر کیا جائے اس امر کو مذہب کے ساتھ کوئی سروکار نہیں ہے۔ ایک معمولی رسم کے طور پر ایسا کیا گیا تھا۔ تاہم ٹرکش اخبارات نے اس امر کو بڑی بھاری وقعت دی۔ اور مرزا محمد خان اس بات کو ٹالدیا کرتے تھے اس لیے ان کا اس ملک میں رہنا ناپسند کیا گیا تھا۔ اب مرزا رضا خان ان کی جگہ مامور کیے گئے ہیں۔

پارسا شہر۔ ممالک متحدہ امریکہ کی کونسل سڈنی کی ایک لیڈی صاحبہ مسماۃ الدینڈ ویکر نے تحریر کیا ہے کہ اس کے چھوٹے سے گاؤں انڈیا نولا میں جو اس کا اصلی وطن ہے اور اس میں پانچ ہزار آدمیوں کی آبادی ہے شراب کی ایک بھی دکان موجود نہیں ہے یہ شہر صرف پچاس سال سے آباد ہے۔ اور نہ ہی کوئی ایسا موقع ہے جہاں عیاش اور قمار باز لوگ جوا وغیرہ کھیل سکیں۔ ہاں چھ گرجے اور ایک کالج ہے۔ جہاں شراب کی مخالفت کی جاتی ہے۔ اس میں بھی چند غریب آدمی مدد کے محتاج ہیں۔

ایک روسی کمشن کی ہمت۔ ایک روسی کمشن نے وہاں کی گورنمنٹ سے درخواست کی ہے کہ آیندہ شراب یا دیگر منشی اشیاء سپاہیوں کو ہرگز نہ دی جایا کریں۔ کیونکہ یہ ان کی فرائض ادا کرنے میں نقصان پہونچاتی ہیں۔ اور مدارس میں لڑکوں کو اعتدال سے شراب پینے کے جو فوائد بتائے جاتے تھے آیندہ یہ تلقین کی بند کرادی گئی ہے۔

بہادر شیرف۔ نبراسکا کے نئے بہادر شیرف نے اپنے شہر کے تمام شرابخانے بند کرائے ہیں۔ جو پہلے شرف کی سستی سے بڑھ گئے تھے اس شخص نے پینتیس ہزار ڈالر کی رقم کثیر لینے سے صرف انکار ہی نہیں کیا جو شراب فروش دینا چاہتے تھے بلکہ ان کی اس حرکت کو مشتہر کر دیا۔

یادگار حاذق الملک۔ اس ہفتہ ٹون ہال دہلی میں بصدارت میجر ڈوگلس صاحب ڈپٹی کمشنر حکیم حاذق الملک صاحب مرحوم کی یادگار قائم کرنے کے واسطے ایک میٹنگ منعقد ہوئی جس میں باوجود بارش کے بہت رونق تھی۔ قرار پایا کہ مدرسہ طبیہ دہلی کے واسطے ایک لاکھ روپیہ جمع کیا جائے۔

صلہ جسارت چین میں جو سپاہی بہادری کا کام کرتا ہے اسکو جسارت کے صلہ میں چاولوں کے بورے ملتے ہیں جسکو وہ اعلیٰ درجہ کا اعزاز خیال کرتا ہے۔

تحفہ سالگرہ شاہ ایڈورڈ ہفتم نے اپنے پوتے کو ساتویں سالگرہ کی تقریب پر ایک نہایت ہی خوبصورت بائیسیکل عطا کی ہے۔

سرمائی دورہ حضور لفٹنٹ گورنر پنجاب ۸۔ اکتوبر کو کوہستانی ریاستوں کا دورہ شروع کریں گے۔ اور ۲۲۔ اکتوبر کو لاہور پہونچکر ۹۔ نومبر کو ڈلہوزی چمبہ۔ کانگڑہ۔ منڈی۔ ہوشیارپور اور جالندھر کا دورہ فرمائیں گے۔

جدید لفٹنٹ گورنر۔ افواہ ہے کہ سرجان وڈبرن صاحب بجائے سر انٹونی مکڈانل صاحب کے لفٹنٹ گورنر شمالی و مغربی صوبجات ہونگے۔

جنگی لاٹ صاحب۔ حضور کمانڈر انچیف افواج ہند شملہ سے روانہ ہو کر کشمیر کی سیر کریں گے۔

خرچ جنگ۔ ان دنوں جنگ ٹرنسوال کا یومیہ خرچ ساڑھے بارہ لاکھ پونڈ یعنی ایک کروڑ ستاسی لاکھ پچاس ہزار روپیہ ہے۔

جدید مہم۔ غربی افریقہ کو ایک زبردست مہم بسر کردگی کرنل مورلینڈ روانہ کی گئی ہے یہ صوبہ یولو میں زور ڈالے گی۔ جو میرا وماوہ کا صدر مقام ہے یہ ایک بردہ فروش شخص ہے۔ جس نے اس علاقہ

قادیان میں مطبع انوار احمدیہ میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کی اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

کی آزمایش کرتا ہے۔ غرض بات یہ ہے کہ
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا
میں یہ مقصود ہے کہ ہمارے اعمال کو اکمل
اور اتم کر اور پھر یہ کہہ کر کہ صِرَاطَ الَّذِیْنَ
اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ اور بھی صراحت
کر دی کہ ہم اس صراط کی ہدایت چاہتے
ہیں جو منعم علیہ گروہ کی راہ ہے۔ اور
مغضوب گروہ کی راہ سے بچا جن پر
بد اعمالیوں کی وجہ سے عذاب الٰہی آ گیا
اور الضالین کہکر یہ دعا تعلیم کی کہ
اس سے بھی محفوظ رکھ کہ تیری حمایت کے
بدوں بھٹکتے پھریں۔ ایک اور بات
یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اسجگہ لف و نشر
مرتب ہے۔ اوّل الحمد للہ۔ اللہ
مستجمع جمیع صفات کاملہ ہر ایک خوبی کو
اپنے اندر رکھنے والا اور ہر ایک عیب
اور نقص سے منزہ دوم رب العلمین
سوم الرحمن چہارم الرحیم
پنجم ملک یوم الدین اب اسکے
بعد جو درخواستیں ہیں وہ ان پانچوں
کے ماتحت ہیں اب سلسلہ یوں شروع
ہوتا ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ یہ فقرہ الحمد
للہ کے مقابل ہے یعنی اے اللہ
تو جو ساری صفات حمیدہ کا جامع ہے
اور تمام بدیوں سے منزہ ہے تیری ہی
عبادت کرتے ہیں مسلمان اس خدا کو
جانتا ہے جس میں وہ تمام خوبیاں جو انسانی
ذہن میں آ سکتی ہیں موجود ہیں اور اس
سے بالاتر اور بالاتر ہے کیونکہ یہ بھی
بات ہے کہ انسانی عقل اور فکر اور ذہن
خدا تعالےٰ کی صفات کا احاطہ ہرگز ہرگز
نہیں کر سکتے۔ ہاں تو مسلمان ایسے
کامل الصفات خدا کو مانتا ہے تمام قومیں
مجلسوں میں اپنے خدا کا ذکر کرتے ہوئے
شرمندہ ہو جاتی ہیں اور انھیں شرمندہ
ہونا پڑتا ہے۔ مثلاً ہندوؤں کا خدا
جو انھوں نے مانا ہے اور کہا ہے کہ ویدوں
سے ایسے خدا ہی کا پتہ لگتا ہے جب
اس کی نسبت وہ یہ ذکر کریں گے کہ ہستی
دنیا کا ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا اور نہ
اس نے روحوں کو پیدا کیا ہے تو کیا
ایسے خدا کے ماننے والے کے لیے
کوئی عذر رہ سکتا ہے جب اُسے کہا جاوے
کہ ایسا خدا اگر مر جائے تو کیا حرج ہے
کیونکہ جب یہ اشیاء اپنا وجود مستقل رکھتی
ہیں اور قائم بالذات ہیں پھر خدا کی زندگی
کی ان کی زندگی اور بقا کے لیے کیا ضرورت ہے
جیسے ایک شخص اگر تیر چلائے اور وہ تیر
ابھی جا ہی رہا ہو کہ اس شخص کا دم نکل جاوے
تو بتاؤ کہ اس تیر کی حالت میں کیا فرق آئیگا
ہاتھ سے نکلنے کے بعد وہ چلانیوالے کے
وجود کا محتاج نہیں ہے۔ اسی طرح ہندوؤں
کے خدا کے لیے اگر یہ تجویز کیا جائے کہ وہ
ایک وقت مر جاوے تو کوئی ہندو اُسکی
موت کا نقصان نہیں بتا سکتا۔ مگر ہم خدا
کے لیے ایسا تجویز نہیں کر سکتے کیونکہ قسم
کے نقطے سے ہی پایا جاتا ہے کہ اس میں
کوئی نقص اور بدی نہ ہو۔ ایسا ہی جبکہ
آریہ مانتا ہے کہ اجسام اور روحیں انادی
ہیں یعنی ہمیشہ سے ہیں ہم کہتے ہیں کہ جب
تمھارا یہ اعتقاد ہے پھر خدا کی ہستی کا ثبوت
ہی کیا دے سکتے ہو؟ اگر کہو کہ اُس نے
جوڑا جاڑا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ جب تم
پرمانو اور پرکرتی کو قدیم سے مانتے ہو اور انکے
وجود کو قائم بالذات کہتے ہو تو پھر جوڑنا
جاڑنا تو ادنیٰ فعل ہے وہ جڑ بھی سکتے
ہیں اور ایسا ہی جب وہ یہ تعلیم بتاتے
ہیں کہ خدا نے وید میں مثلاً یہ حکم دیا ہے کہ
اگر کسی عورت کے ہاں اپنے خاوند سے
بچہ پیدا نہ ہو سکتا ہو تو وہ کسی دوسرے
ہم بستر ہو کر اولاد پیدا کر لے تو بتاؤ ایسے
خدا کی نسبت کیا کہا جاوے گا؟ یا مثلاً
یہ تعلیم پیش کی جائے کہ خدا کسی اپنے
پریمی اور بھگت کو ہمیشہ کے لیے مکتی یعنی
نجات نہیں دے سکتا بلکہ مہا پرلے کے
وقت اسکو ضروری ہوتا ہے کہ مکتی یافتہ
انسانوں کو پھر اسی تناسخ کے چکر میں ڈالے
یا مثلاً خدا کی نسبت یہ کہنا کہ وہ کسیکو اپنے
فضل و کرم سے کچھ بھی عطا نہیں کر سکتا
بلکہ ہر ایک شخص کو وہی ملتا ہے جو اسکے
اعمال کے نتائج ہیں پھر ایسے خدا کی کیا ضرورت
باقی رہتی ہے غرض ایسا خدا ماننے والے
کو سخت شرمندہ ہونا پڑے گا۔
ایسا ہی عیسائی بھی جب یہ پیش کرینگے
کہ ہمارا خدا یسوع ہے اور پھر اس کی
نسبت وہ یہ بیان کریں گے کہ یہودیوں
کے ہاتھوں سے اُس نے ماریں کھائیں
شیطان اُسے آزماتا رہا بھوک اور
پیاس کا اثر اس پر ہوتا رہا۔ آخر ناکامی
کی حالت میں پھانسی پر چڑھایا گیا تو کون
دانشمند ہوگا جو ایسے خدا کے ماننے کے
لیے طیار ہوگا غرض اسی طرح پر تمام قومیں
اپنے مانے ہوئے خدا کا ذکر کرتی ہوئی
شرمندہ ہوتی ہیں مگر مسلمان کبھی اپنے
خدا کا ذکر کرتے ہوئے کسی مجلس میں شرمندہ
نہیں ہوتا کیونکہ جو خوبی اور عمدہ صفت
ہے وہ اُن کے مانے ہوئے خدا میں موجود
اور جو نقص اور بدی ہے اُس سے وہ منزہ
ہے جیسا کہ سورۃ الفاتحہ میں اللہ کو تمام
صفات حمیدہ کا موصوف قرار دیا ہے۔
تو الحمد للہ کے مقابل میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ
ہے اس کے بعد ہے رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ربوبیت
کا کام ہے تربیت اور تکمیل جیسے ماں اپنے
بچہ کی پرورش کرتی ہے اُسکو صاف کرتی ہے
ہر قسم کے گند اور آلایش سے دور رکھتی ہے
اور دودھ پلاتی ہے دوسرے الفاظ میں یوں
کہو کہ وہ اُسکی مدد کرتی ہے اب اسکے مقابل میں
یہاں اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ پھر الرحمٰن ہے
جو بغیر خواہش بدون درخواست اور بغیر اعمال
کے اپنے فضل سے دیتا ہے اگر ہمارے وجود
کی ساخت ایسی نہ ہوتی تو ہم سجدہ نہ کر سکتے
اور رکوع نہ کر سکتے اسلیے ربوبیت کے
مقابلہ میں اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ فرمایا جیسے درخت
کا نشو و نما پانی کے بغیر نہیں ہوتا اسیطرح پر اگر
خدا کے فیض کا پانی نہ پہنچے تو ہم نشو و نما نہیں
پا سکتے درخت پانیکو چوستا ہے اسکی جڑوں میں
دہانے اور سوراخ ہوتے ہیں طبعی میں یہ مسئلہ ہے
کہ درخت کی شاخیں پانیکو جذب کرتی ہیں
اُن میں قوت جاذبہ ہے اسی طرح پر عبودیت
میں ایک قوت جاذبہ ہوتی ہے جو خدا کے
فیضان کو جذب کرتی ہے اور چوتھی ہے
یہ الرحمٰن کے بالمقابل اِھْدِنَا
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ہے یعنی اگر اسکی رحمانیت
ہمارے شامل حال نہ ہوتی اگر یہ قوی اور
طاقتیں تو نے عطا نہ کی ہوتیں تو ہم ان فیض سے
کیونکر بہرہ ور ہو سکتے۔ باقی آئندہ

طلبار مدرسہ تعلیم الاسلام سے خطاب

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے اپنے ہفتہ وار لیکچروں کے سلسلہ میں طلبار مدرسہ تعلیم الاسلام کو مخاطب کیا تھا جسکو اپنے الفاظ میں حاصل بالمطلب کے طور پر ناظرین کی دلچسپی کے لیے درج کیا جاتا ہے۔

(ایڈیٹر)

الحمد للہ رب العلمین ۔ الرحمن الرحیم ۔ ملک یوم الدین۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد عبدہ ورسولہ

لڑکو! اصل غرض اس ہمارے مدرسہ کی جس کا نام مدرسہ تعلیم الاسلام ہے یہ ہے کہ یہاں کے طالب علم اسلام کی خوبیوں سے واقف ہوں اور دیگر مذاہب باطلہ کے بطلان پر مطلع ہوکر ان کے ان اعتراضوں اور جھوٹی تہمتوں کے جوابوں سے بخوبی واقف ہو جائیں جو وہ پاک اسلام پر کرتے ہیں اور یوں وہ سچے مسلمان بنجائیں اور اُن کا اسلام صرف رسمی اسلام نہ ہو بلکہ اُن کی دل اسلام کی سچائی کے شاہد ہو جائیں جو عملی نمونہ کے بغیر حاصل ہونا محال ہے۔

دنیا میں بہت سے سکول ہیں جہیں مشرقی اور مغربی علوم کی اعلیٰ تعلیمیں دی جاتی ہیں اور ان علوم کے بڑے بڑے ماہر کامل پروفیسر ہوتے ہیں مختصر یہ کہ ان میں ہر ایک قسم کے مادی علوم کی تکمیل ہوتی ہے مگر وہ امر جو ہمکو اس مدرسہ کی بنا ڈالنے کا محرک ہوا ہے کہ ہم ان چھوٹی سی بستی میں قریباً بے سروسامانی کی حالت میں محض توکلاً علی اللہ ایک مدرسہ جاری کریں یہ ہے کہ ہم نے دیکھا کہ ان سکولوں میں اعلیٰ غرض اور مقصد صرف حصول دنیا ہے۔ اور ان کے تعلقات صرف زمین ہی سے ہیں آسمانی علوم سے جب کہ معلم ہی بے بہرہ ہوں تو طالب علم کیا سیکھ سکتے ہیں۔ غرض ہم نے ایک غائر نظر سے نگاہ کی اور دیکھا کہ یہ سکول مادی علوم اور مادی عقول کی ترقی کے گو کیسے بڑے بھاری ممد اور ذریعہ ہوں اور ہیں بھی مگر وہ ہمارے قرۃ العین لخت جگروں کو اس سے زیادہ کچھ نہیں بنا سکتے کہ انکو بی ۔ اے یا ۔ ایم ۔ اے کا ڈپلوا دیکر دنیا کے کتے دنیا کے کیڑے بنا دیں اور بالکل زمینی انسان بنا کر رکھدیں حالانکہ علوم کی غرض وغائت تو یہ ہونی چاہیے کہ وہ انسان کو زمین سے الگ کرکے آسمان سے متعلق کرے ہم نے دیکھا کہ ہمارے بچے ان سکولوں میں تعلیم پاکر موجودہ دجالی فتن سے نجات نہیں پاسکتے ۔ اور اپنے مخلوق ہونے کی اصل غرض اور مقصد کو جو اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۔ پورا نہیں کر سکتے لہذا انسان کو اس کی زندگی کا اصل مقصد بتانے اور نہ صرف بتانے بلکہ حاصل کرنے کی تدابیر پر عملدرآمد کرانے کی خاطر ہمکو یہ مدرسہ جس کا نام مدرسہ تعلیم الاسلام ہے جاری کرنا پڑا۔ جس میں تم آجکل تعلیم پاتے ہو۔ چونکہ دنیا جائے اسباب ہے اور قدیر خدا نے ارادہ کیا ہے کہ دنیا کو اسباب سے آراستہ کرے ۔ اللہ تعالے اس بات پر قادر تھا کہ جب ہمکو پیاس لگتی تو آسمان سے پانی نازل کر دیتا جو ہمارے منہ میں آجاتا یا بھوک لگے وقت آسمان سے کوئی خوان نعمت اُتار دیتا مگر عزیزو اُس نے ایسا نہیں کیا اپنے پاس ہی کنوئیں کو دیکھو جو ابھی بنایا گیا ہے اس پر کتنا روپیہ خرچ ہوا ہے اور کس قدر آدمیوں نے بیلوں اور گدھوں کی طرح محنت کی تب جاکر یہ کنواں طیار ہوا۔ تاکہ ہم پانی پییں اسی طرح پر کھانے والا اناج کس محنت اور مشقت سے طیار ہوتا ہے غرض ہم نے بھی اللہ تعالیٰ کی اس سنت کے موافق اسباب کا لحاظ کرکے انگریزی تعلیم دعلاوہ دینیات اور علوم آسمانی کے جو اس مدرسہ کی تعلیم کا اصل مقصد ہیں) ہی ایک جز قرار دی جو رسمی طریق کے موافق پوری پوری دی جاتی ہے۔

انگریزی تعلیم کی ضرورت اس لیے بھی تھی کہ ہمارے سر پر جس قوم کو اللہ تعالے نے بادشاہ مقرر فرمایا ہے اس کی زبان انگریزی ہے اور اس کے دفاتر وغیرہ کل امور میں اسی زبان کا استعمال ہوتا ہے لہذا ہم نے بھی اس زبان کی تعلیم کو ضروری سمجھا ورنہ اصل بات یہ ہے کہ ایک سڑا ہوا مردہ کتا جسقدر تمھاری نظر میں قابل نفرت ہوتا ہے اس سے بھی زیادہ حقارت اور نفرت کی نگاہ سے ہم ان مادی امور کو دیکھتے ہیں یہ ساری دنیا مع اپنے تمام لوازم کے ایک مردہ کتے سے بھی زیادہ گھنونی اور نفرت انگیز نظر آتی ہے۔

میرے عزیزو! یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالے کے نزدیک نہایت ہی پیاری اور محبوب چیز جس کے لیے اس نے دنیا کو پیدا کیا اور لاکھوں انبیار مبعوث فرمائے وہ **اسلام** ہے یعنی اللہ ہی کی فرمانبرداری کرنا اپنے کل قویٰ کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے سربسجود کر دینا

پس ہماری غرض یہی ہے کہ ہمارے سکول کے طالب علم خدا کو جانیں اور مادی علوم اور مادی ترقیاں دین کی خدمت دین کی تکمیل کے لیے بطور خادم ہوں نہ بطور اصل مقصود ۔ جیسے ایک شخص کو مثلاً امرتسر جانا ہو تو اُسکو یکہ یا ریل کی سواری کرنی بھی اس لیے ضرورت ہے کہ وہاں پہنچ جاوے ورنہ اصل غرض اس کی یہ سواریاں نہیں ہیں اسی طرح ہماری اصل غرض اسلام ہے اور باقی امور اور لوازمات بطور

اسلام کے خادم بنے ہوں۔ ہاں تو ہماری دلی غرض اور اصل منشا یہ ہے کہ ہماری سکول کے طالب علم خدا کو پہچانیں اور اپنے خدا کے حقوق کو پہچانیں اور اس سکول کی تعلیم سے تربیت سے ایک ایسی قوم بن جاویں کہ دنیا کے امام اور پیشوا ہوں۔ جہاں جاویں دارالامان کی تعلیم کا **نور** ان کے آگے آگے لوگوں کو دکھاتا جاوے کہ یہ **دارالامان کا نمونہ** ہے تم لوگوں کے دلوں کو جو تم سے قادیان آنے کی وجہ سے متنفر ہوں اپنی عمدہ ایمان اور اخلاق کی کمند سے اپنی طرف کھینچ لو لوگوں کی انگلیاں رستہ میں جاتی وقت بھی تمہاری طرف اٹھیں کہ دیکھیں قادیان کے پڑھے ہوئے ہیں اور لوگ شوق سے تمہاری پیروی کی خواہش کریں۔

اللہ تعالیٰ نے ہم پر خاص فضل کیا ہے کہ اس نے ہم میں اپنے خاص بندوں کو بھیجا اپنی کتابیں بھیجکر اپنے احکام اور اس نمونہ کو بھی دکھایا جس سے ہم کمال حاصل کر سکتے ہیں اور پھر احسان پر احسان کیا کہ ہمکو ان کتب کے علوم سے بھی بخوبی بہرہ مند کیا اور ان آسمانی علوم سے ماہر کیا اب خواہ کسی جگہ کوئی مسلمان ہو دنیا کے کسی حصہ میں ہو مگر میرے عزیزو اللہ کی پہچان کے واسطے قرآنی علوم کی شناخت کے واسطے انبیا کی پہچان کے واسطے جو فضل ہمکو دیا گیا ہے وہ کسیکو عطا نہیں کیا وہ کیا؟ یہی کہ اپنے **بندہ** کو عین وقت پر ضرورت کے مطابق حق و حکمت دیکر ہم میں بطور نمونہ بھیجا ہے جس کے وجود سے ہمنے خدا کو سمجھا۔ انبیاء اور رہنماؤں کو مانا ان کی پیشگوئیوں کی حقیقت سمجھی قرآن سیکھا غرض جو ملا اسی وجود باجود سے ملا۔

اب دیکھو تمپر اللہ تعالیٰ کے بڑے فضل ہیں ایک تو یہ کہ ایک ایسے مدرسہ میں تم کو تعلیم حاصل کرنے کے واسطے بھیجا جس کے مقاصد اعلیٰ ہیں اور تمہیں اپنا وہ **بندہ** بھی جسکو ہمارے تمہارے بزرگ انتظار کرتے کرتے اس دنیا سے رخصت ہو گئے جس کا نام

مسیح موعود مہدی معہود امام الوریٰ خاتم الاولیا

ہے بھیجا۔ مبارک ہو تم کو مبارک بچو! آج دنیا کے پردہ پر اگر اسلام ہے اور مل سکتا ہے تو صرف اسی امام کے طفیل سے ورنہ نہیں۔ زندہ اسلام صرف اسی کے پاس ہے اسکی مجلس خدا نما مجلس ہے قرآن بھی اسی کی صحبت سے آسکتا ہے پس آج کی ہماری تقریر صرف اسی مضمون پر ہے کہ ہماری غرض اس مدرسہ کے جاری کرنے سے کیا ہے صرف یہی ہے کہ یہاں کے لڑکے خدا سے پھر حق اللہ اور حق العباد سے واقف ہوں آسمانی علوم سے آگاہ ہوں اور پھر ان پر عمل کریں اور ایک اسوۂ حسنہ بن جائیں تم دنیا کے دوسرے سکولوں کے لیے نمونہ بنو اور ان کو دکھا دو کہ جن مدرسوں میں وہ پڑھتے ہیں وہ انسانی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتے۔

عزیزو! بڑا افسوس ہوگا اگر یہاں کے لڑکے اور سکولوں ہی کے سے ہوں ایک داغ ہوگا اگر تم میں سے کوئی بُرا بنے یا بد اخلاق ہو۔ وہ اپنا ہی برا نہیں کرتا بلکہ وہ ہماری قوم کا دشمن بنتا ہے پس تمہارا فرض ہے کہ رات دن اپنے سنوارنے کی فکر کرو۔ اور تمہارے آپس کے تعلقات گفتگو وغیرہ جہاں سے جداگانہ ہوں تم نمک بن جاؤ تاکہ تم بغیر لوگوں کی مجلسوں کو مزہ ہی نہ آئے جسطرح کھانا بغیر نمک کے بدمزہ ہوتا ہے اسی طرح تم بن لوگوں کے جلسے اور مجلسیں بدمزہ ہوں ولتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا لوگوں کے واسطے حجت ٹھہر جاؤ تاکہ تمپر اعتراض کرنے کا کسی بدخصلت بہانہ جو کو حیلہ و حجت نہ رہے تمہارے ہم نشین تمہاری صحبت سے متاثر ہوں۔ آمین۔

دھوکا دینے والوں سے بچو

پالم پور سے ایک کارڈ ہمیں موصول ہوا ہے جس کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ کوئی شخص سراج الحق نام (صاحبزادہ پیر سراج الحق جمالی نعمانی احمدی نہ سمجھیے) ڈڈوان کا باشندہ وہاں جا کر مدرسہ کے لیے چندہ وصول کرتا پھرتا ہے اس کی باتوں سے معلوم ہوا ہے کہ وہ حضرت اقدس کا مرید نہیں ہے جہاں تک ہمارا علم ہے اس نام کا سوائے صاحبزادہ موصوف کے کوئی حضرت اقدس کا مرید نہیں ہے اور اگر بفرض محال ہو بھی جس کا ہمکو علم نہیں تو وہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کی کمیٹی منتظمہ کی طرف سے چندہ وصول کرنے کے لیے مامور نہیں ہے۔ غرض عام اطلاع کے لیے لکھا جاتا ہے کہ ایسے دھوکہ دینے والوں سے بچنا چاہیے اور جب کبھی کوئی کسی قسم کا چندہ مانگنے کے لیے آئے تو اس کی اطلاع عنداً دارالامان میں ہونی چاہیے۔

اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی طرف سے جب کبھی کوئی شخص وصولی چندہ کے لیے بھیجا جاتا ہے یا آئندہ بھیجا جائیگا اسکی باقاعدہ اطلاع اخبار میں دیجائے گی اور بدون اسکے کسی شخص کو کمیٹی کی طرف سے مامور نہ سمجھنا چاہیے سب روپیہ براہ راست مولوی محمد علی صاحب ایم اے سیکرٹری کے نام آنا چاہیے (ایڈیٹر).

مکتوب

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمن

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۳۲ جلد ۵

اس جگہ ایک قرآنی نکتہ کہ جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کو اُس کی آفتاب پرستی کی غلطی پر آگاہ کرنے کے لئے صرح ممرد کی شکل میں دکھایا یاد رکھنے کے قابل ہے چنانچہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ اِنَّهُ صَرْحٌ مُمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ اجرام علوی و اجسام سفلی میں نظر آتا ہے جن میں سے بعض کی جاہل لوگ پرستش بھی کرتے ہیں تمام یہ چیزیں ہیچ اور معدوم محض ہیں پرستش کے لائق نہیں اور جو کچھ بظاہر ان میں طاقتیں نظر آتی ہیں، اُن کی طرف منسوب کرنا ایک دھوکا ہے بلکہ ایک ہی طاقت عظمیٰ ان سب کے نیچے پوشیدہ ہے کہ جو درحقیقت ان سے الگ ہے اور وہی یہ سب کرشمے دکھلا رہی ہے جیسا اُس صرح ممرد کے نیچے پانی بہتا تھا اور وہ اُس صرح کا عین نہیں تھا بلکہ اُس سے الگ تھا مگر بلقیس کی نظر سقیم میں عین دکھائی دیا تھا تب ہی اُس نے ان شیشوں کو بہتے پانی کو دریا کی طرح سمجھا اور اپنی پنڈلیوں پر سے پاجامہ اُٹھا لیا یہ اُس کو ایسا ہی دھوکا لگا تھا جیسا اُسکو آفتاب پرستی میں لگا تھا کہ وہ طاقت عظمیٰ اُسکو نظر نہ آئی کہ جو در پردہ آفتاب سے عجائب کام ظہور میں لاتی۔ اور اُس سے الگ تھی اسی طرح دنیا ایک ایسے شیش محل کیطرح ہے جس کی زمین کا فرش نہایت مصفا شیشوں سے کیا گیا اور پھر اُن شیشوں کے نیچے پانی چھوڑا گیا ہے جو نہایت تیزی سے چل رہا ہے

اب ہر ایک نظر جو شیشوں پر پڑتی ہے وہ اپنی غلطی سے اُن شیشوں کو بھی پانی سمجھ لیتی ہے اور پھر انسان ان شیشوں پر چلنے سے ایسا ڈرتا ہے جیسے پانی سے حالانکہ وہ درحقیقت شیشے ہیں سو یہ نکتہ کہ جو تمام عالم کے انکشاف حقیقت کے لئے عمدہ ترین اصول ہے اہل سکر سے بہت مناسبت رکھتا ہے اور جس طرح اللہ جل شانہ نے بلقیس کی نسبت فرمایا ہے فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ یعنی بلقیس نے اس شیش محل کو جس کا فرش مصفا اور شفاف شیشے تھے اور نیچے اُن کے پانی بہتا تھا اپنی غلط فہمی سے بہتا پانی خیال کیا ایسا ہی اہل اللہ کی نسبت لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں یعنی وہ پانی جو اُنکی شیشوں کے فرش کے نیچے یعنی اُن کی فانی حالت کے تحت میں منجانب اللہ بہتا ہے اور کبھی اپنی سختی اور کبھی اپنی نرمی دکھاتا ہے اور کبھی تلخ اور شور اور بے مزہ کی صورت میں اور کبھی شیریں اور خوشگوار پانی کی شکل میں نظر آتا ہے اور کبھی طوفان کی طرح قوت غضبی کے زور سے بہتا ہے اور کبھی نہایت آہستگی اختیار کرتا ہے اِس پانی کو جاہل خیال کرتا ہے کہ یہ نفسانی جذبات کا پانی ہے اور اہل اللہ کی شان عظیم سے منکر ہو جاتا ہے یا شک میں پڑ جاتا ہے حالانکہ ان کا نفس بہت سے صیقلوں کے شیشہ کی صفت پر آ گیا ہے اور جو کچھ ایک جاہل کو پانی اور پانی کا زور نظر آتا ہے وہ الٰہی چشمہ ہے جو اس شیشہ کے نیچے بہتا ہے سو کامل انسان میں خدا تعالیٰ کے ارادے کام کرتے رہتے ہیں اور غسال کی طرح اِس میت کو کبھی اس پہلو اور کبھی دوسرے پہلو بدلتے رہتے ہیں کبھی خدا تعالیٰ کی طرف سے کبریائی اُس میں جوش مارتی ہے اور جاہل اُس کا نام تکبر رکھتا ہے اور کبھی وہ درگذر اور خاکساری اختیار کرتا ہے اور جاہل اُسکو بزدلی سے منسوب کرتا ہے کبھی عارف خدا تعالیٰ کی محبت اور عشق میں ڈوب کر ایک طرفۃ العین

کے لئے اُس کے رنگ سے رنگین ہوتا ہے اور اس عاشقانہ بے تمیزی میں الوہیت کی چادر اپنے اوپر لپیٹ لیتا ہے اور بیخودی کی حالت میں **اَنَا الْحَقُّ** یا **سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ** کے مثل الفاظ اپنے منہ سے نکالتا ہے تب جاہل یا تو اُس کو کفر کی طرف منسوب کرتا ہے اور یا اُس کے مستانہ قول کو فرقہ ضالہ وحدۃ الوجود کے لئے سند پکڑتا ہے۔ اگرچہ کسی اہل اللہ کے منہ سے انا الحق وغیرہ نکلنا اُس کے ضعف اور کمزوری کی نشانی ہے اور اس بات پر دال ہے کہ ابھی وہ شخص عبودیت کی اعلیٰ ترین مقام پر جو منتہائے دائرہ کمالات انسانی ہے نہیں پہونچا لیکن ایسے ایسے الفاظ میں یہ نقصان ہے کہ ان سے بہت سے لوگ فتنہ میں پڑتے ہیں اور ہلاک ہوتے ہیں سو ذاتی اور اخلاقی لیاقت مامور کی یہی ہے کہ ایسے جوشوں کو دبا رکھے یہی وجہ ہے کہ نبیوں کے منہ سے ایسے ایسے شطحیات ہرگز نہیں نکلے لیکن ناتمام عارفوں کی مستانہ بکواس سے نادانوں کو بہت نقصان پہونچا اور جس نشہ کی ایک یا افراط جوش نے اُن کے منہ سے ایسے الفاظ نکالے تھے اُس کی طرف جاہلوں کا خیال نہیں آیا اور اس شک میں پڑ گئے کہ درحقیقت مخلوق خالق کا عین ہے تب ہی تو ایسے ایسے بزرگوار عینیت کا دعویٰ کرتے ہیں اور بوجہ اپنی جہالت کے اُنکو یہ نہ سوجھا کہ یہ سالکین کے لئے ایک درمیانی مقام ہے جس میں محویت عشقی کی ایک آندھی آتی ہے یہاں تک کہ حالت خواب اور کشف میں بھی اثر کر کے خود سالک کو بڑے بڑے دھوکوں میں ڈالتی ہے بلکہ اس سے بڑھکر الہامات بھی اسی رنگ سے رنگین ہو جاتے ہیں چنانچہ اس جگہ اس عاجز کے پاس اپنی ذاتی تجارب اور خود گذشتہ وارداتوں کا ایک عجیب ذخیرہ ہے کہ اگر اُسکو نقل کیا جائے تو پھر یہ خط نہیں رہے گا بلکہ ایک رسالہ بن جائے گا جس کے لئے ابھی فرصت نہیں بہرحال جنپر عنایت ایزدی ہے وہ اس مقام سے آگے نکالے جاتے ہیں

اور جنکو شقاوت کا کچھ حصہ ہے وہ اس میں محصور اور اسیر رہتے ہیں اب قصہ کوتاہ بعض نادان صوفیوں نے حدیث اور آیت سے قطع اُمید کر کے وحدۃ وجود کے اثبات کے لئے اقوال سلف گذشتہ کی طرف نظر کی تو اس کوچہ میں آکر بہت دھوکے اُنھوں نے کھائے یہانتک کہ بعض اچھے آدمی بھی اس دھوکے میں پھنس گئے جو اقوال سلف صالحین کے توحید شہودی کے جوش میں نکلے تھے یا بعض اولیا کے ایسے شطحیات جو متشابہات میں داخل تھے اُنھیں کو وحدت وجود کی دلیل سمجھ بیٹھے حالانکہ یہ ایک خطا فاحش تھی۔ ہم مکرر لکھتے ہیں کہ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ عشاق الٰہی کو اُن کے سلوک عاشقانہ کی حالت میں یہ امر لابدی اور لازمی اور اُن کی راہ میں پڑا ہے کہ وہ ولولۂ عشق اور محبت سے مست ہو کر ایسے کلمات زبان پر لاویں جن سے اُن کی اور اُن کے مولا محبوب کی یگانگت مترشح ہو جیسا کہ عشاق مجازی کے مُنہ سے بھی اسی طور کے کلمات اکثر نکلا کرتے ہیں اور کوئی اُن کو وحدت وجود کی طرف منسوب نہیں کرتا سو اُن بزرگوں کے کلمات جابجا توحید شہودی کی خوشبو سے بھرے ہوئے ہیں جو حالت ذوق اور مستی میں اُن کے مُنہ سے نکلے ہیں مگر وحدت وجودی تو عشق اور محبت کے مشرب سے مناسبت نہیں رکھتے بلکہ خود وجودیوں کی نگاہ میں ایک فلسفیانہ راہ ہے جس کے لئے کچھ ضروری نہیں کہ عشق اور محبت بھی ہو لیکن خدا تعالیٰ کی نسبت جو لا یدرک اور وراء الورا ہے ایسا ظاہر کرنا گویا یہ دعوی ہے کہ ہم نے اس کی اصل حقیقت معلوم کر لی ہے اور اس کے کنہ تک پہنچ گئے ہیں حالانکہ کلام الٰہی ایسے خیالات سے منع فرماتا ہے اور مخلوق اور خالق میں صاف امتیاز قائم کرتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے افمن یخلق کمن لا یخلق۔ سبحان اللہ عما یصفون۔ لیس کمثلہ شیء اور قرآن شریف کے متفرق مقامات میں ذات باری کی یہ صفات قرار دی گئی ہیں کہ وہ مبدا ہے تمام فیضوں کا اور منبع ہے تمام طاقتوں کا اور مستجمع ہے جمیع کمالات کا اور جامع ہے تمام خوبیوں کا اور قیوم ہے تمام چیزوں کا اور لاشریک ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور لا یدرک ہے اپنے وجود کے کنہ میں اور اپنے کاموں کے کنہ میں وہ نزدیک ہے باوجود دوری کے اور دور ہے باوجود نزدیکی کے سب کے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اُس سے کوئی چیز مماس ہے سب کی جان ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ کسی چیز کا عین حقیقت ہے وہ غیر محدود ہے اور برتر ہے خیال سے اور گمان سے اور قیاس سے نظریں اُس پر احاطہ نہیں کر سکتیں اور وہ نظروں پر محیط ہے کوئی بھی ایسی شئے نہیں کہ اُسکی مانند ہو پس اُس کے لئے تم مثالیں مت گھڑو۔ اب حاصل کلام کا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے وجود باری کو ایک ایسا برتر و لا یدرک و ممیز ذات قرار دیا ہے کہ کوئی شئے اُسکی مثل و مانند نہیں ہو سکتی اور لامحدود کو محدود سے کیا مشابہت اور قوی مطلق کو ضعیف محض سے کیا نسبت سو مخلوق عین خالق کا کیونکر ہو سکے اور خدائی قوتیں کہاں سے لاوے اور وجودیوں کے ہاتھ میں اس مسئلہ کے اثبات کے لئے شرعی یا قانونی یا عقلی کوئی ثبوت بھی نہیں صرف ایک ظن فاسد ہے و الظن لا یغنی من الحق شیئا۔ قال اللہ تقدس و تعالیٰ لا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا۔ جن بزرگوں کو اپنے سلوک ناتمام اور کشف خام کی وجہ سے یہ دھوکا لگا ہے وہ ایک وجہ سے معذور بھی تھے اسی وجہ سے ہماری تمام ملامت سے جو اس خط میں ہم نے کی ہے وہ مستثنیٰ ہیں اور باوجود اس خطا کے ہم اُن کو بزرگ ہی سمجھتے ہیں کیونکہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے لطف و رحمت نے اس غلطی پر انجام کار گو قریب موت ہی ہو اُن کو متنبہ کر دیا ہوگا جیسا کہ عین موت کے وقت مجدد سرہندی کے مرشد اس غلطی پر متنبہ کئے گئے اور اپنے آخری وقت میں انھوں نے اس غلطی کے خیال سے توبہ کی اور لوگوں کو اُس توبہ کا گواہ کیا سو ہمارا دل بڑی استحکام سے شہادت دیتا ہے کہ محی الدین ابن العربی صاحب نے بھی اپنے آخری وقت میں توبہ کی ہوگی اور اپنے اقوال مردودہ سے رجوع کر لیا ہوگا۔

تلک امۃ قد خلت لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون وان کنتم فی ریب مما اتانا کم برحمتہ ..... فتعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکذبین۔ و اخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین۔

۲ اگست ۱۹۰۱ء

خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محب محترم برادر مکرم جناب حافظ محمد یعقوب صاحب زاد عنایتہ۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جناب کا عنایت نامہ صادر ہوکر باعث مشکور و مسرور ہوا۔ جو کچھ آپ نے محبت والفت ایک قدیم ربط وضبط کے الفاظ اور پرانی صحبت کے حالات قلم فرمائے ہیں وہ دل کو ٹھنڈک اور روح کو راحت پہونچانے والے ہیں واقعی اب میں اپنے تمام تعلقات خواہ وہ پیری مریدی کے متعلق تھے یا وہ جسمانی و رسمی رشتہ سے یا کسی اور تعلق سے وابستہ تھے سب کو یک قلم ترک کرکے اور الوداع کہہ کے مع اہل و عیال قادیان میں آگیا ہوں اور قطعی اور یقینی ہجرت کرکے ہمیشہ کے لئے اُس کے قدموں میں رہنا اختیار کیا جسکے واسطے لاکھوں اولیا اللہ ہزاروں غوث و قطب اور بے شمار علمائے ربانی تڑپتے اور یہی خواہش رکھتے ہوئے اس جہان سے دوسرے جہان میں چل بسے کہ ہم اُس کی زیارت سے مشرف ہوں اور اسکی بیعت سے سرفراز و ممتاز ہوکر رضاء الٰہی حاصل کریں اور یہ سچی بات ہے کہ اگر وہ یہ زمانہ پاتے اور اس شخص مبارک و موعود کو پاتے تو ضرور میری طرح وہ سب اس کے قدموں میں اپنی زندگی بسر کرنیکو ایسا فخر سمجھتے کہ جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارک میں رہنا اور اپنی جان و مال کا قربان کر دینا مایۂ فخر و ناز تھا۔ یہ وہ انسان کامل ہے جس کی خبر اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں اور نیز صحف سابقہ انبیا میں دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر ہی نہیں دی بلکہ اپنا سلام کہلا بھیجا اور اپنی اُمت کو تاکید کی کہ جو اس آسمانی مرد کو پائے فلیقرء منی السلام یعنی میرا اسلام اسکو پہونچا دے۔ اور مجھے اُمید ہے کہ آپ جیسے رہروان طریقت بخلاف پیروان شریعت اس طرف ضرور توجہ کریں گے۔ میرا دل بہت چاہتا تھا کہ آپ کی ملاقات ہو سو خدا کا شکر ہے کہ میرے جذب قلبی نے آپ پر اثر کیا۔ آپ جو کچھ دریافت فرمائیں گے میں انشاء اللہ تعالےٰ مفصل جواب عرض کروں گا۔ مجھے آج کل کئی ایک موانع ایسے پیش آگئے جو جواب میں دیر ہوگئی میں اپنے دونوں رسالے حسب الطلب اور ایک کتاب اپنے مرشد و محبوب کی روانہ خدمت کرتا ہوں اسکو آپ غور سے پڑھیں اور باقی اور کتابیں حضرت اقدس کی آپ جناب مولانا مولوی سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد دکن اندرون بلدہ سے دیکھ سکتے ہیں سید صاحب کتابوں کی دکھانے میں کبھی بھی پہلوتہی نہ کریں گے حضرت مرشد کی پچاس سے زیادہ کتابیں ہیں اور اکثر ضخیم اور مبسوط ہیں اُن سب کا روانہ کرنا مشکل ہے بہتر ہے کہ آپ سید صاحب موصوف سے فی الحال مستعار دیکھ لیں۔ اور کتاب سبرزخ الغیب میرے پاس نہیں ہے آپ شاہ خلیل الرحمن صاحب جمالی سے براہ راست طلب کرلیں وہ بھیجدیں گے شاہ صاحب آجکل سرساوہ میں موجود ہیں۔

اب میں آپ کے سوالات کا جواب مختصر طور سے عرض کرتا ہوں اور مفصل کتابوں سے آپ معلوم کرلیں گے اور وہ جواب یہ ہیں۔

سوال آپ وہاں قادیان میں کیا شغل رکھتے ہیں۔

جواب انسان کامل امام آخرالزمان مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب کی صحبت میں وہی تعلیم پاتا ہوں وہ تعلیم جو اس روحانی تعلیم سے برتر و اعلیٰ ہے یعنی وہ تعلیم جو خدا کی طرف سے انبیاء و رسل لائے اور خصوصاً رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا سے حاصل کی جس کا نام صراط مستقیم ہے اس تعلیم کا خلاصہ اس آیت میں ہے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

یعنی کہدے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر تم خدا کو پیار کرنا چاہتے ہو اور خدا کے بننا چاہتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو خدا تم کو اپنا محبوب بنالے گا۔ مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے انسان محبوب الٰہی بنجاتا ہے۔ پس اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہیں حاصل ہے۔ میں اسی واسطے یہاں رہتا ہوں یہی شغل ہے یہی کام ہے اور یہی مقصد ہو۔ سو

ہمیں کارم ہمیں، راہم ہمیں رسم ہمیں خو ہم

سوال سننے میں آتا ہے کہ آپ جناب مرزا غلام احمد صاحب سے بیعت ہوگئے ہیں۔

جواب ہاں میں حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب سے بیعت ہوگیا ہوں اور میں نے خداداد معرفت اور بصیرت سے بیعت کی ہے نہ تقلیدی طور پر اور مجھپر یہ خدا تعالےٰ کا بڑا فضل اور احسان ہوا کہ معتقد لوگ صاحب علم وفضل اور بزرگ اور خاص و عام وغیرہ کو اس آسمانی انسان سے بیعت ہوئے مجھے ان سب سے پہلے بجز دو چار کے اسکی خدمت میں پہونچنا وذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

سوال اور حضرت مرزا صاحب نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے میں نے ان کا دعویٰ فتح اسلام کے دوسرے حصہ توضیح مرام میں جو ایک جگہ سے یہ رسالہ دستیاب ہوگیا تھا حیدر آباد میں دیکھا اس سے مرزا صاحب کی کمال عظمت معلوم ہوتی تھی۔

جواب ۔ یہ سچ ہے آپ کتابوں میں مفصل پڑھکر دریافت کرلیں گے۔

سوال اور یہ بھی فرمائیے کہ آپ نے جو پہلے بیعت اپنے بڑے بھائی شاہ منیں الرحمن صاحب سے کی تھی وہ قائم ہے یا نہیں۔

جواب اول تو میں نے اپنے بڑے بھائی سے بیعت کی نہیں۔ صرف زبانی بیعت تھی جو پیرزادوں کی ہوا کرتی ہے اور جو بیعت بھی کر لیتا تب بھی وہ بیعت اب ٹوٹ جاتی۔ کیا وجہ کہ چون آپ آمد تیمم برخاست۔ اور میری بیعت کیا حافظ صاحب اب کسی کی بھی بیعت اگر سچ پوچھو تو درست نہیں رہی جب امام مہدی اور مسیح موعود تشریف لے آئے تو پھر کس کی بیعت کی ضرورت رہی۔ مثلاً جس کی ہم بیعت کر رہے تھے اسی کی بیعت جب درست نہ رہی تو ہماری کب درست رہ سکتی ہے اور یہ تو واضح اور مشہور بلکہ مسلم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ امام مہدی کے وقت سب مراد اور مرید امام مہدی کی بیعت کریں گے

سوال اور جو مرید آپ کے سلسلہ میں آپ کے ہزار ہا تھے وہ بھی آپ کے ساتھ مرزا صاحب ممدوح سے بیعت ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے

جواب جس قدر ہزاروں میرے مرید تھے وہ مجھ سے علحدہ ہو گئے ہیں صرف پانچ چھ ایسے مرید ہیں جنہوں نے میرے ساتھ حضرت امام سے بیعت کی۔ یہ بھی بات ہے کہ جسقدر لوگ کچھ مولوی اور کچھ پیرزادے اور مشائخ اور کچھ امیر اور تاجر اور عہدہ دار اور رئیس وغیرہ میرے مرید تھے وہ میرے مرید نہ تھے وہ اپنی ہوا و ہوس اور رسومات کے مرید تھے وہ مجھ سے اُسوقت علحدہ نہیں ہوئے کہ جس وقت میں نے حضرت امام علیہ السلام سے بیعت کی بلکہ وہ تو اسی وقت مجھ سے ناراض ہوئے تھے جب میں نے جے پور میں عربی پڑھنے کی طرف توجہ کی تھی۔ اور اب تو انھیں یہ کہنے کا بہانہ ہاتھ آ گیا ہے کہ سراج الحق امام اعظم اور چار قطب ہانسوی کی اولاد اور پیر سجادہ ہے اسکو کیا ضرورت پڑی کہ عالی شان پیر و مرشد بنکر اور بڑی بھاری گروہ کا مراد اور معتقد علیہ ہوکر پنجاب میں مرزا غلام احمد کا مرید ہوا۔ میں نے اُن لوگوں کو اُن کی جان پر رحم کرکے نہ کسی اپنی غرض کو درمیان رکھکر بارہا سمجھایا کہ کمبختو اور نامرادو تمھارے لئے یہ کیا تھوڑی سی بات ہے کہ تم ہزار دلیل پر اس دلیل کو ترجیح دے سکتے ہو کہ سراج الحق پڑھا لکھا اور ایک کثیر گروہ کا مرشد اور چار قطب اور امام اعظم کا پوتا جو کام کرتا ہے وہ بہتر ہی کرتا ہے اور اب یہ مرشد ہوکر مرید بنا ہے تو کوئی تو بات اس نے ایسی دیکھی ہے کہ جو اسے بہتر و برتر ہے ؎ ترک خوبی می کنا ند خوب تر ٭ اور کیا تم نہیں سمجھتے کہ جب تمام صوفیہ اور عام و خاص اہل اسلام کا مسلّم عقیدہ ہے کہ جب امام مہدی آوینگے سب کے سب اُن سے مرید ہوں گے خواہ کوئی قطب زادہ ہو یا قطب خواہ امام زادہ ہو یا خود امام۔ تو اب میرے نزدیک اور میری تحقیق میں علی وجہ البصیرت امام مہدی حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں تو کیا مجھپر فرض نہیں ہوگیا کہ میں اُن کی بیعت کروں۔ دیکھو تمام مسلمانوں کا یہ مسلم عقیدہ ہے کہ اگر کوئی ایک شخص رمضان شریف کا چاند دیکھ لے اور دو شخص دیکھنے والا ایک ہی ہو تو اسپر روزہ رکھنا فرض ہو جاتا ہے پس خدا نے مجھے سب سے پہلے یہ چاند دکھایا اور اب تو یہ چاند چودھویں رات کا بدر ہو گیا ہے اور اس کے ہزاروں لاکھوں دیکھنے والے ہیں۔ الحمد للہ علی ذالک

سوال اور کیا طریق ہے آپکے یہاں بیعت ہونے کا۔

جواب وہی طریق ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا۔

سوال مرزا صاحب موصوف جو بیعت میں لوگوں کو داخل کرتے ہیں کس خاندان میں مرید کرتے ہیں اور کیا کہلاتے ہیں۔ مرید ہونے والوں سے کلمہ کسطرح کہلاتے ہیں۔

جواب جناب حضرت اقدس امام علیہ السلام اُسی خاندان میں بیعت کرتے ہیں جس خاندان میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں رسولوں نے لوگوں کو بیعت کیا اور سب کے آخر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو مرید کیا یا یوں سمجھے کہ اُسی خاندان میں حضرت امام بیعت کرتے ہیں جس خاندان میں وہ امام مہدی جو لوگوں کے خیال میں ہیں بیعت کریں گے۔ اور آپ بیعت لیتے وقت یہ کلمات زبان سے ہاتھ میں ہاتھ لے کر کہلواتے ہیں اور وہ یہ ہیں

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں کہ میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین۔

اس کے بعد ہاتھ اُٹھا کر معہ حاضرین دعا کرتے ہیں۔ عورتوں کو بیعت کیا جاتا ہے تو وہ پردہ میں بیٹھا کر صرف زبان سے ان کلمات مذکورہ بالا کو کہلوایا جاتا ہے۔ اور ہاتھ میں ہاتھ نہیں لیا جاتا یا کوئی اور کپڑے مثل رومال یا چپہ نہیں پکڑوائی جاتی۔ خدا ہماری اور آپ کے ساتھ ہو۔ والسلام

خاکسار سراج الحق جمالی نعمانی از قادیان

ڈائری

حضرت امام آخر الزمان علیہ السلام

مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب

۲۸ - اگست ۱۹۰۱ء کی صبح کو حضرت نے فرمایا کہ ہمارے مخالف دو قسم کے لوگ ہیں ایک تو مسلمان ملّا مولوی وغیرہ دوسرے عیسائی انگریز وغیرہ - دونوں ہی مخالفت میں اور اسلام پر ناجائز حملے کرنے میں زیادتی کرتے ہیں - آج ہمیں ان دونوں قوموں کے متعلق ایک نظارہ دکھایا گیا اور الہام کی صورت پیدا ہوئی مگر اچھی طرح یاد نہیں رہا - انگریزوں وغیرہ کے متعلق اس طرح سے تھا کہ ان میں بہت لوگ ہیں جو سچائی کی قدر کرینگے اور ملّا مولویوں وغیرہ کے متعلق یہ تھا کہ ان میں سے اکثر کی قوت مسلوب ہوگئی ہے +

دعا کے متعلق ذکر تھا

فرمایا دعا کے لیے رقت والے الفاظ تلاش کرنے چاہئیں یہ مناسب نہیں کہ انسان مسنون دعاؤں کے ایسا پیچھے پڑے کہ ان کو جنتر منتر کی طرح پڑھتا رہے اور حقیقت کو نہ پہچانے - اتباع سنت ضروری ہے مگر تلاش رقت بھی اتباع سنت ہے - اپنی زبان میں جس کو تم خوب سمجھتے ہو دعا کرو تا کہ دعا میں جوش پیدا ہو - الفاظ پرست مخذول ہوتا ہے حقیقت پرست بننا چاہیے - مسنون دعاؤں کو بھی برکت کے لیے پڑھنا چاہیے مگر حقیقت کو پاؤ - ہاں جس کو زبان عربی سے موافقت اور فہم ہو وہ عربی میں پڑھے -

حقہ نوشی کے متعلق ذکر آیا

فرمایا اس کا ترک اچھا ہے ایک بدعت ہے منہ سے بو آتی ہے - ہمارے والد صاحب مرحوم اس کے متعلق ایک شعر اپنا بنایا ہوا پڑھا کرتے تھے - جس سے اس کی برائی ظاہر ہوتی ہے -

۲۶ - یا ۲۷ - اگست یا اس کے قریب ایک دن حضرت نے فرمایا -

ہم نے رویا میں دیکھا ہے کہ ایک شخص نے قے کی ہے اور اُسپر کپڑا دیکر اُسے چھپاتا ہے

ایک صاحب جن کے خاندان میں پیری مریدی کا سلسلہ مدت سے چلا آتا ہے اور ہزاروں اُن کے مرید ہیں اور وہ خود بھی پیر تھے مگر اب اُن سلسلوں کو ترک کر کے اس سلسلہ الٰہیہ میں شامل ہیں انھوں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ زمانہ پیری میں ہم لوگوں کی اکثر جھوٹی کرامتیں مشہور تھیں اور بہت لوگ ہمارے مرید اور معتقد تھے - میں نے ایک دفعہ اپنے بھائی سے ذکر کیا اور دلمیں کئی بار خطرہ گذرا کہ ہمارے والد صاحب کی جو کرامتیں مشہور ہیں وہ بھی اسی طرح کی ہونگے جس طرح کی ہماری ہیں - پھر ہم نے سوچا کہ شیخ عبد القادر جیلانی اور دوسرے بزرگوں کا بھی یہی حال ہوگا غرض میں اسی خیال میں ترقی کرتا ہوا قریب تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی بدگمان ہو جاتا اور معاذ اللہ خدا تعالے کا بھی انکار کرتا کہ خوش قسمتی سے مجھے آپ کی زیارت نصیب ہوئی اور حق مل گیا - اسپر حضرت اقدس نے فرمایا - بیشک ان گدی نشینوں اور اس قسم کے پیروں کے ایمان خطرہ میں ہیں لیکن اس قسم کی جھوٹی کرامتوں کے دکھلانیوالے اور جھوٹی کرامتوں کے مشہور ہونے سے یہ نتیجہ نہیں نکالنا چاہیئے کہ سب جھوٹے ہی ہیں اور تمام سلسلہ اولیا کا اور بزرگان دین کا سب مکاری اور فریب پر مبنی تھا بلکہ ان جھوٹے ولیوں کا وجود اس بات کا ثبوت ہے کہ دنیا میں سچے ولی بھی ضرور ہیں - کیونکہ جب تک کوئی سچی بات نہ ہو تب تک جھوٹی بات نہیں بنائی جاتی -

مثلاً اگر دنیا میں سچا اور اصلی سونا نہ ہوتا تو کیمیا گر کبھی جھوٹا سونا نہ بناتا اگر سچے ہیرے اور موتی کانوں سے نہ نکلتے تو جھوٹے ہیرے اور موتی بنانے کا کسیکو خیال نہ پیدا ہوتا - ان جھوٹوں کا ہونا خود اثبات کی دلیل ہے کہ سچے ضرور ہیں -

۲ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء

فرمایا - آج ہمنے رویا میں دیکھا کہ اللہ تعالے کا دربار ہے اور ایک مجمع ہے اور اُس میں تلواروں کا ذکر ہو رہا ہے تو میں نے اللہ تعالے کو مخاطب کر کے کہا کہ

سب سے بہتر اور تیز تر وہ تلوار ہے جو تیری تلوار میرے پاس ہے -

اس کے بعد ہماری آنکھ کھُل گئی اور پھر ہم نہیں سوئے کیونکہ لکھا ہے کہ جب مبشر خواب دیکھو تو اُس کے بعد جہاں تک ہو سکے نہیں سونا چاہیئے اور تلوار سے مراد یہی حربہ ہے جو کہ ہم اسوقت اپنے مخالفوں پر چلا رہے ہیں - جو آسمانی حربہ ہے -

فرمایا فلسفی اور نبی میں یہ فرق ہے کہ فلسفی کہتا ہے کہ خدا ہونا چاہیئے نبی کہتا ہے خدا ہے - فلسفی کہتا ہے کہ دلائل ایسے موجود ہیں کہ خدا کا وجود ضرور ہونا چاہیے نبی کہتا ہے کہ میں نے خود خدا سے کلام کیا ہے اور مجھے اُس نے بھیجا ہے اور میں اُس کی طرف سے ہی اُسکو دیکھکر آیا ہوں -

عسل مصفی

مولفہ جناب مرزا خدا بخش صاحب - حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق میں اور معترضوں کے اعتراضوں کے دنداں شکن عقلی و نقلی جوابات کی جامع اور مبسوط ۴۴۸ صفحہ کی کتاب قادیان میں قاضی ضیاء الدین صاحب سے عہ قیمت کو ملتی ہے علاوہ محصول ڈاک +